"نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت"

نیکنام اور تجربہ کار بننے کا مجرب نسخہ - دنیا کے نشیب و فراز سمجھنے کا مفید آلہ - رنج و خوشی کا دلفریب فوٹو - اردو لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ - یعنے ایک تجربہ کار لائق اور نامور ڈپٹی کلکٹر کی زندگی کے سچے حالات

الموسوم بہ

سیرة الحمید

جسکو

مولوی نظام الدین حسن نظامی بدایونی مصنف ناول رضیہ مسعود و کم اسلامی جوش شہیدی صبح میلاد نے

حسب فرمائش

عالیجناب منشی محمد وحید الدین صاحب رئیس بدایون خلف الصدق مولوی حمید الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر مرحوم

مرتب کیا

اور منشی احمد حسین مالک مطبع کے اہتمام سے منشی محمد آغا جان صاحب کے

وکٹوریہ پریس بدایون میں چھپی

جلد — فیض الحسن سہاپوری نوشت — قیمت فی جلد

شکریہ اور گذارش

مین اپنے پیارے اور لایق بھائی مولوی نظام الدین حسین نظامی کا سچے دل سے شکریہ
ادا کرتا ہون کہ اُنھون نے صرف تہوری ایک سی سرسری سعر و ضہ پر خیال کر کے جناب ملا صاحب
کی زندگی کے سچے حالات کو ایک نہایت قابل قدر لایق تحسین دلچسپ اور موزون طریقہ
بہت تھوڑے عرصہ مین مرتب کر دیا۔ مین نے مناسب سمجھا کہ جو کچھہ آنحضرت نے لکھا ہی وہ اپنے ہی تک
نہ رکھون بلکہ دوسرے بھی اُس سے فایدہ اُٹھا ئین۔ چونکہ اسکی اشاعت سے کوئی ذاتی نفع
نہین ہی اسلیئے مین نہایت ادب سے اس کتاب کو اپنے پیارے کالج کی نذر کرتا ہون
امید ہی کہ ہماری قوم کے تعلیم یافتہ نوجوان جنکو اُردو لٹریچر سے تھوڑا بہت مذاق ہی اور
قومی کالج کی مدد کو اپنا فرض سمجھتے ہین اسکی ضرور قدر کرینگے۔

صرف ڈیوٹی شاپ محمڈن کالج علیگڈہ سے مل سکتی ہی۔

نیاز مند محمد وحید الدین طالب علم ایم۔ اے۔ او کالج علیگڈہ

بدایون ۷ھر دسمبر ۱۸۹[illegible]ع
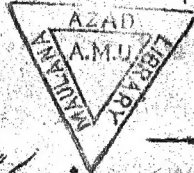
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولف کی ایک مودبانہ التماس

مولف اس رسالہ مین اس صوبہ کے ایک مشہور ڈپٹی کلکٹر اور ایک قابل شخص کی سوانح عمری لکھیگا۔
ابتدا ... سوانح عمری لکھنے کا رواج ہمارے ملک مین بہت ہی کم ہے۔ یورپ مین عام طور پر مشہور لوگون کے
... سوانح جنکے پڑھنے سے دلمین عمدہ تحریک پیدا ہوتی ہے۔ لکھے جاتے ہین۔ ہندوستان مین بہت سے ایسے
... گذرے ہین کہ جنکے بڑے بڑے کام ضرور اس قابل ہین کہ اونکے حالات کو شایع کرکے ہم اون سے
... حاصل کرین۔ ہم ہی نہین بلکہ ہماری آیندہ نسلون کو بھی اون سے بہت کچھ فایدہ پہونچ سکتا
... لیکن قدما کے مفصل حالات کا تو ہم تک پہونچنا نہایت دشوار ہے اسلیئے انکی بیوگرفی ...
... سے ساتھ لکھنا ... ممکن نہین۔ البتہ ان معززا ورنامور اشخاص کی جو خود ہمارے زمانے مین گذرے
... لائف لکھنے کی طرف اگر توجہ کیجاے تو ہم بیوگرفی کو اپنی زبان مین بہت کچھ ترقی دے سکتے
... بیوگرفی ایک نہایت ہی مفید چیز ہے۔ حضرت خواجہ حالی نے اسکی نسبت لکھا ہے
"... بیوگرفی علم اخلاق کی نسبت ایک اعتبار سے زیادہ سودمند ہے کیونکہ علم اخلاق سے صرف نیکی اور بدی کی
... ماہیت معلوم ہوتی ہے اور بیوگرفی سے اکثر نیکی کے کرنے اور بدی سے بچنے کی نہایت زبردست
... دلمین پیدا ہوتی ہے اور اسلاف کے ستودہ کامون کی ریس کا شوق دامنگیر ہوتا ہے۔"
... زمانہ متوسط مین بیوگرفی کی طرف مسلمانون کی زیادہ توجہ مائل رہی ہے۔ اونکے اوس زمانے کی
... فی الحقیقہ قومون مین نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ عربی مین بیوگرفی کو ترجمہ
... تذکرہ کہتے ہین۔ پہلے عام طور پر بیوگرفی کو قصہ اور روایت کے طور پر لکھا کرتے تھے جسمین مبالغہ

کا حصہ زیادہ ہوتا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے
محدثین نے جو تذکرہ راویان حدیث کے لکھے ہین وہ ثابت کرتے ہین کہ مسلمانون نے رجال
کیبھی کوشش کی ہی۔ اور کسقدر احتیاط سے کام لیا ہے اونکی نیکی اور بدی کے حالات
رعایت بغیر کم و کاست لکھے گئے ہین۔ ڈاکٹر اسپرنگر کا قول ہی کہ مسلمان علم رجال پر جسقدر فخر
کرین بجا ہی۔ پس ہماری قوم اگر بیوگرفی کی طرف توجہ کرے تو کوئی نئی بات نہین۔ مین
عنی القدر اس قابل شخص کے حالات جسکی بیوگرفی اس رسالہ مین لکھی گئی ہی نہایت کو
سے بہم پہونچاے ہین کیونکہ ہمارے ملک مین ڈائری یا اپنے روزمرہ کے حالات لکھ
دستور نہین ہی اسوجہ سے مرے پیچھے کسیکے مفصل اور صحیح صحیح حالات دریافت
مین نہایت دقت واقع ہوتی ہی۔ اس موقعہ پر مجھے اپنے بزرگ خاندان جناب مولوی حافظ
حاجی مجاہد الدین ذوالفقار احمد صاحب بدایونی کا شکرگذار ہونا چاہیے کہ انھون نے
صاحب کی سوانح کہ جو بچپن سے متعلق ہین لکھنے مین اور خاندانی حالات جمع کرنے مین مجھے
مدد دی۔ مین کہہ سکتا ہون کہ اگر ہندوستان مین ایک ڈپٹی کلکٹر کی سوانح عمری کے شایع ہو
پہلا موقعہ نہین ہی تو میرے وطن مین اس قسم کی یہہ پہلی کتاب ضرور ہی جو آج آپکے مبا
ہاتھون مین ہے گی۔

حفیظ نظامی عفی عنہ

مقام بدایون - ۲۱ / دسمبر ۱۸۹۶ء

ڈپٹی صاحب کا نام نسب۔ ولادت بچپن اور تعلیم

ن صاحب بہادر کا مبارک نام حمید الدین احمد تھا۔ بدایون کے ایک مشہور خاندان
مولی کے ممبر تھے۔ یہ خاندان سنہ ۶۱۰ھ سے بدایون مین آباد ہے۔ اسکا سلسلہ حضرت ابوبکر
یق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ جو حضرت کے بڑے صاحبزادے حضرت
بدالرحمن نامی سے جاری ہوا ہے۔ اونکی اولاد مین سے ایک مرد بزرگ عبد اللہ سنہ ۶۱۰ھ
نی گئے سے چلکر بدایون تشریف لائے تھے۔ جو حضرت عبد الرحمن سے چھٹی پشت مین تھے
یخ عبد اللہ نے یہ سفر معہ اپنی بی بی و صاحبزادہ شیخ یحیٰی اللہ کے اختیار کیا تھا
سنہ مین بمقام لاہور قیام کیا۔ چنانچہ شیخ یحیٰی اللہ کی اولاد جو وہین رہے لاہور مین اب تک
باد ہے۔ شیخ یحیٰی اللہ کو لاہور مین چھوڑکر خود معہ بی بی صاحب کے بدایون آئے۔ اور ہمیشہ
ہان ہی رہے سہے۔ بدایون مین اونکی اولاد جو ہمیشہ اپنی لیاقت علم او فضل کے شایان
سلام کے وقت سے اسوقت تک معزز شمار کیجاتی ہے بہت سے ممتاز او رنامور شخص اس خوش
یب شخص کی اولاد مین پیدا ہوئے۔ اور اپنے جد بزرگ کا نام روشن کرکے خاک مین ملگئے اگر
ن سبکا ذکر اس مختصر رسالہ مین کیا جائے تو ایک جداگانہ کتاب طیار ہوسکتی ہے۔ اسلیئے ہم
اسب سمجھتے ہین کہ اونمین سے صرف معدودے چند کا کچھ حال لکھین سب سے پہلے ہم اس خاندان
سب سے زیادہ مشہور اور سب سے معزز شخص شیخ شمس الدین الملقب بہ جھجار خان
تے ہین۔ ابتداءً یہ شیرشاہ سور کے امیروں مین داخل تھے۔ جب سلطنت کا
پلٹا اور پھر مغلوں کا ڈنکا بجا اور شہنشاہ اکبر کا عہد ہوا تو بیرم خان خانخانان کی

مدد سے شاہی دربار مین اونکو اعلے درجہ کی عزت اور ثروت حاصل ہوئی۔ نشان و نقارہ ساتھ رہتا تھا۔ بادشاہ نے جین مہربانی اور قدر افزائی سے ایک باغ سو بیگہ پختہ سواد بدایون مین بدریعہ فرمان شاہی عطا کیا تھا جو چھجار خانی کے نام سے ابتک مشہور ہے۔ فرمان مذکور مین شہنشاہ ہند نے اونکو اسطرح مخاطب کیا ہے "زبدۃ الاعاظم والاعیان قدوۃ الاماجد والاقران نتیجۃ للمشائخ العظام شیخ محمد شمس الدین بدہن المخاطب بچھجار خان سلامت"

اور شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ "من از زبان اقدس شنیدہ ام کہ روزی بہ جمعیت قلیل در شکار بودم خبر رسید کہ ساکنان سکیٹ کراؤلی با عامل بادشاہ بجنگ آمدہ از انجا ارادہ کردم۔ در اثنائے راہ پائے فیل بادشاہی در چقر در آمد قریب شد کہ فیل معہ عماری بزمین آید چھجار خان بدایونی از پشت فیل خود بر جست و باختیاری دست خود پائے فیل ما خود بدولت از چقر بر آورد"

ہندستان کے مشہور ہسٹورین ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ مین انکی نسبت لکھتا ہے کہ "چھجار خان در اوائل سلطنت افاعنہ بہ صوبہ داری ہند مقرر بود و پلے در انجا تعمیر کردہ۔ در آخر عمر مدد معاش خود قانع شدہ ترک خدمت و منصب کردہ مقبرہ عالیشان در سرے الگور خانہ پدران بنا ساختہ و سنگے کہ بر پیشانی مشرق کنا بیندہ نہادہ است بران مرقوم است این گنبد از ان چھجار خان عرف شیخ بدہن بن سعد اللہ قریشی در عہد سلطنت سلطنت سلیم شاہ در سنہ ۹۵۰ھ اتمام یافت"

اس نامی شخص کو خدا تعالے نے چونکہ اولاد سے محروم رکھا تھا اسلیئے اوسکی ریاست اوسکے بھتیجے ملا محمد یوسف کو ملی جسکو اوسنے خود اپنی زندگی مین جانشین مقرر کر دیا تھا ملا محمد یوسف کا رسوخ شاہی دربار مین محمد شمس الدین سے کچھ کم نہ تھا۔ اسکے وقت مین جلال الدین اکبر کا جانشین جہانگیر سلطنت کر رہا تھا۔

اونکو جہانگیر نے اپنی تعلیم کے لیئے منتخب کیا تھا۔ اور بادشاہ کی اوستادی کا فخر اونکو حاصل تھا۔ مدت تک صوبہ پٹنہ مین حکمران رہے۔ ہاشم باجی نے اوس نواح مین اوسوقت بڑی اودہم مچا رکھی تھی۔ بادشاہ کو اوسکی قلع قمع کی فکر تھی۔ لیکن اوسکی

بنجکنی کی کسیکو جرأت نہ پڑتی تھی۔ کیونکہ اس کام کا انجام پانا فطرت کو مولانا محمد یوسف صاحب کے ہاتھ سے منظور تھا۔ آخر کو مولانا نے قدرت کی اس منشا کو پورا کرکے بادشاہ کی نظر مین نہایت عزت اور وقعت حاصل کی۔ آخر عمر مین بادشاہ نے انکو کالنجر کا قلعہ دار بنایا وہین انھون نے ۸ ربیع الاول ۹۵۵ھ کو اس دنیا سے کوچ کیا۔ اونکی اولاد نے بھی اونکے بعد اس خاندان کی عزت کو قایم رکھا۔ اور اسیطرح بادشاہ وقت کی وفاداری اور جان نثاری کو اپنا فخر سمجھکر شاہی نظرون مین افتخار پایا۔ اونکے فرزند شیخ محمد اعظم اللہ بڑے ذی مراتب و مناصب شخص ہوئے۔ بادشاہ وقت کی طرف سے اوقاف کے متولی تھے اسیوجہ سے اونکی اولاد کو اتبک **متولی** کے لقب سے پکارتے ہین۔ بادشاہ وقت نے موضع کھیرا پلور پرگنہ بدایون انھین کو خیر خواہی کے صلہ مین نسلاً بعد نسلاً معاف کیا تھا۔ چنانچہ یہ موضع اتبک اونکی اولاد کے قبضہ مین ہے۔ مولانا **درویش** محمد کے وقت مین اختیارات تولیت کو وسعت دی گئی۔ یہ صاحب بدایون کے ناظم تھے۔ انکے بعد شیخ **وہاب الدین** موحدؔ بھی فخر خاندان پیدا ہوئے۔ انکی نظم اور نثر اعلے درجہ کی ہوتی تھی۔ فارسی مین انکا دیوان موجود ہے۔ فرمایا ہے کہ۔

موحد از میکدہ امروز لبشان برخاست

بکف دست نگاری بکیسے مینائے

انکے وقت مین روہیلون کی عملداری تھی۔ اونکی طرف سے داتا گنج ضلع بدایون مین تحصیلدار تھے اونھین کے وقت مین سلطنت کی کایا پلٹ ہوتی اور انگریزی سکہ جاری ہوا۔ برٹش حکام نے بھی اونکی اس عزت کو قایم رکھا اور بدستور اپنے عہدہ پر مامور رہے۔ اور بتاریخ ۳ مارچ ۱۸۲۰ء مطابق ۱۷ جمادی الاول ۱۲۳۵ھ راہی ملک بقا ہوئے۔ اب وہ وقت تھا کہ برٹش عہد کی برکتون نے ہندوستان پر اپنا قبضہ کرلیا تھا۔ اس خاندان کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ باوجود انقلاب حکومت کے اس جلیل القدر خاندان کی عزت اور افتخار مین فرق

نہین آیا اور اوسیطرح اس نئے راج مین بھی اوسکا دور دورہ رہا۔ جن لوگون نے برٹش عہد مین امتیاز حاصل کیا اونمین ایک مولوی **جمال الدین حسن** تھے جو موصوف کے پوتے تھے جو غدر سے پہلے ڈپٹی کلکٹر ضلع مین پوری اور مُتعدی ملک اودہ مین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے اور بعد غدر بھی انھون نے آپکو بغاوت کے بدنما دھبہ سے پاک و صاف ثابت کرکے ڈپٹی کلکٹری حاصل کی آخر وقت مین ضلع جہانسی مین ڈپٹی کلکٹر تھے۔ بوجہ بیماری رخصت لیکر مین پوری آئے تھے بروز چہارشنبہ تاریخ ۲۷ جون ۱۸۶۶ع مطابق ۲۴ محرم ۱۲۸۳ھ کو وہین انتقال کیا۔ مولوی **جمال الدین حسن** نہایت عقیل معاملہ فہم اور ذی علم تھے۔ صاحب تصانیف بھی تھے۔ اُردو نظم مین "شبیہہ احمدی" اور پیمایش و بندوبست وغیرہ کے متعلق کتاب "جمالات دہمی" آپکی مشہور کتابین ہین۔ آخرالذکر کتاب لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر کے حکم سے ۱۸۵۵ء مین آگرہ کے چھاپہ خانہ مین چھپی تھی اور یہہ کتاب مسٹر چارلس ریکس صاحب بہادر کمشنر قسمت لاہور صاحب لوگون کو اس ملک کی بولچال سے واقف کرانے کے واسطے لکھی گئی تھی۔ اور اسمین ایسی باتین بھی درج ہین کہ جنکا جاننا اس ملک کے زمینداروں کے نوجوان بیٹون اور ان لوگون کو جو سرکاری نوکری کرنا چاہتے ہین نہایت ضروری ہی۔ چنانچہ یہہ کتاب صاحب ڈائرکٹر بہادر آف پبلک انسٹرکشن بہادر کی راے سے مدتون تک یہان کے مدارس مین بھی جاری رہی۔

مولوی **حمید الدین احمد** جنکی سوانح عمری ہم لکھہ رہے ہین ایسی نامی شخص کے فرزند اکبر تھے۔

۲۲ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ کو جبکہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی ولادت کو ۱۸۵۰ سال گذر چکے تھے ۱۸۵۳ء کے تیسرے مہینے کا چھبیسوان دن شروع تھا۔ آپ پیدا ہوئے۔ روز پیدایش سے آثار اقبال مندی اس ہونہار بچہ کی صورت سے نمایان تھے۔ ہاتھون کی خوبصورت چوڑی اور ناخن جنمین سرخی جھلک رہی تھی اور فراخ پیشانی اوس بڑے نصیبے کی شہادت دے رہی تھی جو آپکو آیندہ حاصل ہونے والا تھا اور بتلا رہی تھی کہ آپ بڑے ہوکر ذہین اور طباع

ثابت ہون گے - بچپن مین آپ حد سے زیادہ غریب تھے - رونا مطلق نہین جانتے تھے - کہہ سکتے ہین
کہ علم آپکی گھُٹی مین پڑا تھا - بچپن ہی سے آپ ایک عجیب مہذب طریقے سے ہنستے تھے یہانتک کہ
شاید آپ اپنی تمام عمر مین کھلکھلا کر کبھی نہین ہنسے - پانچ برس کی عمر مین رسم بسم اللہ ادا ہوئی
اور یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ مین اسقدر سمجھ آگئی تھی کہ جو بات سکھائی جائے اسے ادراک کرلین -
گویا اسوقت سے آپکی تعلیم شروع ہوگئی تعلیم کا حال تو ہم آیندہ لکھینگے اسوقت آپکے بچپن
کی حالت اور ابتدائی تربیت کا بیان کرتے ہین - آپکی تربیت اعلےٰ درجہ کی ہوئی اور کیون نہ ہوتی
اول تو آپ مین نیک بات کی قبولیت کا خود مادہ موجود تھا اور پھر ایک پدر مہربان کا جو اعلےٰ
درجہ کا عقلمند اور ذی علم شخص تھا سایہ عاطفت سر پر تھا - بڑے بڑے تنخواہ کے معلم اور ٹیوٹر
موجود تھے - یہ ایسے باپ کی تعلیم اور تربیت کا اثر تھا کہ مرتے دم تک آپکا برتاؤ خوش خلقی کا سا
باوجود اس ثروت اور حکومت کے چھوٹے بڑون سب سے نہایت ملنساری سے پیش آتے تھے - آپ
کو والد مرحوم نے صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم بھی خاص طور پر دی تھی بچپن مین بلاناغہ روزانہ غسل
کرنا سکھایا گیا تھا جسکا یہ اثر ہوا کہ علاوہ ظاہری صفائی کے خدائے تعالےٰ نے باطن کی صفائی بھی آپکو
عطا کی تھی - ڈپٹی صاحب کی تعلیم مینپوری مین جہان آپکے والد ڈپٹی کلکٹر تھے شروع
ہوئی - اول ایک بزرگ اور خدا شناس حافظ محمد عارف صاحب نے آپکو قرآن شریف
کی تعلیم دی - جسوقت آپنے قرآن شریف ختم کیا آپکی عمر صرف آٹھ سال کے قریب
تھی اسکے بعد ہندوستان کے قدیم اور معمولی طریقہ کے موافق فارسی کی تعلیم شروع
ہوئی - ۱۲ برس کی عمر مین عربی شروع کی - عربی کی تعلیم ایک بہت جید مفتی - مولانا اسد اللہ
صاحب الہ آبادی سے پائی تھی جو عدالت العالیہ صدر نظامت آگرہ مین بعد کو قاضی القضاۃ ہوگئے -
۱۴ برس کی عمر مین آپنے صرف و نحو سے فراغت پائی - پھر قرآن شریف کو بامعنے پڑھا - اسکے
بعد آپکے والد بزرگوار نے یہ دیکھکر کہ نیچر نے عقل کا پورا اور کافی مادہ عطا کیکے آپکے دماغ کو پہلے
سے اس قابل بنا دیا تھا کہ آپکو عقلی علوم کی تعلیم دیجائے آپکو معقول کی طرف متوجہ کیا اوسوقت

ہندوستان کے عام مسلمانون مین خصوصًا ہمارے شہر کے پڑہے لکہے گہرانون مین دینوی علوم تواریخ جغرافیہ - علم کیمیا - ریاضی - علم ہیئت - منطق - فلسفہ کا سیکہنا سکہانا کفر خیال کیا جاتا تہا - چنانچہ شہر کے بعض ملا اب تک اس خیال کے پابند ہین لیکن اس خیال کا اثر ڈپٹی صاحب کی تعلیم مین کچہہ حارج نہو سکا - کیونکہ وہ جس گہر مین پیدا ہوئے تہے اوسمین مولوی جلال الدین[*] باقر ایسے عالم باعمل کی تعلیم کا اثر جنکی رائے ان ملاؤن کے بالکل خلاف تہی اب تک موجود تہا گو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہی دنیوی علوم کی بہ نسبت علم دین سے زیادہ شوق تہا لیکن آپ دنیوی علوم کی تحصیل بہی انسان کے لیئے ابتدا و انتہا ضروری خیال فرماتے تہے - غرض ڈپٹی صاحب نے جغرافیہ تاریخ ریاضی - منطق مین بہت لیاقت حاصل کرلی آخر عمر مین باوجود مشق چہوٹ جانے کے آپ حساب کے بڑے بڑے سوال جو اس زمانہ کا طالب علم گہنٹون مین نکالتا - چٹکیون مین لگا دیتے تہے حافظہ کا یہہ حال تہا کہ منطق کی کتابون کی عربی عبارتین جو بچپن مین پڑہی تہین آخر عمر تک آپکو لفظ بہ لفظ ازبر تہین - سچ یہہ ذہانت اور حافظہ فطرت کے خاص تحفہ مین جو خاص خاص دماغون کو عطا کیئے جاتے ہین - چونکہ ڈپٹی صاحب ہمیشہ اپنے والد کے ساتھ ساتھ رہے اسوجہ سے جس جس ضلع مین بڑے ڈپٹی صاحب رہے آپکا سلسلہ تعلیم وہان جاری رہا - مولوی احسان علی صاحب مرادآبادی جو بہوپال مین ایک معزز عہدہ پر مقرر تہے اور مولوی منظور احمد[†] صاحب ڈپٹی کلکٹر سے مختلف اوقات مین تعلیم پاتے رہے - آخر مین مولوی رحیم بخش صاحب سے جو جالون وغیرہ کی طرف اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے ہین - تعلیم پائی فرمایا کرتے تہے کہ انشاپردازی کا فن ہمنے خاصکر مولوی صاحب موصوف سے سیکہا ہے -

---

[*] جناب مولوی صاحب ممدوح ڈپٹی صاحب بہادر کے حقیقی عم مکرم تہے ڈپٹی صاحب کی تعلیم شروع ہونے سے کئی سال پہلے آپکا انتقال ہو چکا تہا

[†] مولف باقیات الصالحات نے ڈپٹی صاحب کے حالات لکہتے ہوئے آپکو مولوی نذیر احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر دہلوی کا شاگرد لکہا ہے - غالبًا یہہ مغالطہ ہے واقعی آپکو مولوی منظور احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر سے تلمذ تہا -

اس موقعہ پر ہم یہبھی کہنا چاہتے ہین کہ ہمارے ہر دلعزیز ڈپٹی کلکٹر نے زمانہ طالبعلمی مین بوجہہ اپنی خداداد ذہانت کے کبھی ان محنتون سے کام نہین لیا جسکا حال ہمنے اکثر مشرقی طالبعلمون کی لائیف مین دیکھا اور سنا ہے۔ مثلاً ارسطو جو ایک مشہور فلاسفر گذرا ہے جب پڑہنے بیٹھتا تو ایک لوہے کا گولہ ہاتھہ مین رکہہ لیتا تھا اور پلنگ کے نیچے جست کا طاش رکہہ لیتا کہ جہان نیند آئی اور گولہ ہاتھ سے چھٹکر طاش مین گرتا جسکی آواز سے بیدار ہوکر فوراً وہ اپنا سبق یاد کرنے لگتا تھا۔ ڈپٹی صاحب نے کچھہ دنون تک گورنمنٹ ہائی اسکول بدایون مین انگریزی کی تعلیم بھی پائی تھی۔ مگر چونکہ ہماری قوم مین اسوقت انگریزی کی پوری قدر نہ تھی اسلیئے آپکی انگریزی تعلیم برائے نام ہوئی۔ اور کوئی درجہ پاس نہ کیا آپکی حالت طالبعلمی کا واقعہ لکھتے ہین جو دلچسپی سے خالی نہین ہے۔ جب آپکے والد صاحب للت پور مین تھے تو کسی شخص نے آپسے ایک عرضی لکھوائی اور دو ڈیڑہ آنہ پیسے اوسکی اجرت✝ مین دیئے آپنے اون پیسون کو مٹھی مین لاکر بجنسہٖ اپنی والدہ کے حضور مین پیش کر دیا۔ اور یہہ کہا کہ مین نے ایک شخص کی ایک عرضی لکھدی تھی اوسنے دیئے ہین۔ انھون نے اس قصہ کو آپکے والد صاحب سے بیان کیا۔ انھون نے جواب دیا کہ مجھے پہلے سے یقین ہے کہ "یہی لڑکا ہمارا سعادتمند اقبالمند فخرخاندان ہوگا"۔ چنانچہ ڈپٹی صاحب کے آیندہ زندگی کے حالات نے اونکے والد ماجد کی اس پیشین گوئی کو سچا ثابت کر دیا۔ لیکن اس ہونہار لڑکے کے عروج کا زمانہ اونکے والد مرحوم کو دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ اور وہ وسط ۱۸۶۶ء مین جبکہ ڈپٹی صاحب کی عمر ۱۶ برس کی تھی آپ کو حالت تدریس مین چھوڑکر اس دنیا سے چلدیئے۔ اس بے وقت موت نے ہمارے ڈپٹی صاحب کی تعلیم کو ادہورا چھوڑ دیا۔ ورنہ ضرور ڈپٹی صاحب بہادر کا شمار ہمارے شہر کے علمائے کامل مین ہوتا۔

✝ یہہ اس ہونہار شخص کی پہلی کمائی تھی۔

ڈپٹی صاحب کی شادی اور اولاد

دولہا بنا ہی شاہد گل دھوم دھام سے
شادی رچی ہوئی ہی عروس بہار کی

سنہ ۱۲۸۱ھ کا زمانہ وہ مبارک زمانہ تھا جسمین ڈپٹی صاحب کے والد والاشان مولوی **جمال الدین حسن خان** بہادر نے آپکو سلسلۂ ازدواج مین منسلک کرنا چاہا۔ خاندان* روسای شیخوپور مین شیخ **غلام احمد** صاحب کے یہان یہہ نیا رشتہ قایم ہوا۔ یہہ شادی ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۱ھ مین بڑی دھوم دھام سے ہوئی اوسوقت عیسوی سنہ ۱۸۶۵ کا پانچوان مہینہ تھا۔ لوگون کا بیان ہی بہانتک کہ اسقدر کثرت سے گئے تھے کہ گاڑیون کی قطار کا ایک سرا بدایون تھا اور ایک شیخوپور۔ جو بدایون سے تین میل ہی۔ شادی سے ۲ برس بعد بتاریخ ۲۰ مئی سنہ ۱۸۶۷ع یعنی ۲۹ صفر سنہ ۱۲۸۴ھ کو ڈپٹی صاحب کے مشکوے معلے مین صاحبزادہ پیدا ہوئے اور اوسکے تین برس بعد ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۱ھ یعنی ۲۹ مئی سنہ ۱۸۷۴ع کو بمقام موراني پور ضلع جھانسی لڑکی پیدا ہوئی۔ آپکے یہی دو اولادین ہوئین جو اسوقت تک جی رہے قایم ہین۔ صاحبزادہ× صاحب ماشاء اللہ ہونہار تعلیم یافتہ نوجوان ہین اور لڑکی بھی صاحب اولاد ہی۔ اوسکی شادی ڈپٹی صاحب نے اپنے ہی معزز خاندان مین کی اور اوس اختر کو اپنی فرزندی مین لیا۔ مو ضلع جھانسی ہی جہان ڈپٹی صاحب وہان نایب تحصیلدار تھے ملازمت کی۔ ابتدائی زمانے مین دوسرا محل آباد ہوا۔ یہہ بی بی ابھی موجود ہین مگر لاولد۔

ڈپٹی صاحب کی ملازمت

مے دادا ہی فلک دل حسرت پرست کی
ہان کچھہ نہ کچھہ تلافی مافات چاہیے

---

* یہہ خاندان شیوخ فاروقی کا ہی جو حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین۔

× انکا نام محمد وحید الدین ہی۔ علیگڈھ محمڈن کالج مین تعلیم پائی ہی۔ متاہل ہین۔ مگر ملازمت سرکاری مین ابتک داخل نہین ہوئے ہین۔

جب ڈپٹی صاحب کے معزز باپ کا سایہ جنہون نے بطور ڈپٹی کلکٹر کے گورنمنٹ کی ملازمت مین رہکر نہایت عزت پیدا کی تھی اونکے سر پر سے اوٹھگیا۔ اوسکے پانچ چھ مہینہ کے بعد آپکو بھی سرکاری ملازمت کا شوق پیدا ہوا کہ اپنے والد مرحوم کی طرح سے برٹش حکام کی نظرون مین امتیاز حاصل کرین۔

شروع ۱۸۶۷ء مین مکتب اور مدرسہ کی خیرباد کہکر آپنے جھانسی جانے کا جہان اوسوقت ایک صاحب بہادر اونکے بزرگ باپ کے شناسا اور قدردان موجود تھے ارادہ مصمم کرلیا۔ گو اوسوقت گھر والون کی یہ رائے نہین تھی کہ اس عمر مین آپ اسقدر دور دراز سفر اختیار کرین کیونکہ جھانسی کو اسوقت ریل نہ تھی۔ بلکہ منزل بمنزل بیل گاڑی وغیرہ کی سواری مین جانا ہوتا تھا لیکن وہ اولوالعزمی جو انکی سرشت کے ساتھ خدا نے انکی نیچر مین ودیعت کی تھی انھین مجبور کررہی تھی اور انکا شوق متقاضی تھا کہ جلد شاہی ملازمت کے سلسلہ مین داخل ہوکر ملک اور قوم مین نیک نامی حاصل کرین۔ ایک چھوٹی سی گاڑی اور خوبصورت نوعمر چھوٹے بیلون کی جوڑی معمولی سواری کے واسطے مکان پر موجود تھے اوسپر سوار ہوکر نظر بخدا جھانسی کی طرف چلدیئے۔ ضرورت کی چند معمولی چیزین ساتھ مین لین اور ایک پرانے ملازم کو رفیق بنایا۔ منزل بمنزل راستہ طے کرتے ہوئے پندرہ دنمین جھانسی پہونچے۔ مسٹر ای۔ جے جنکنسن سے جو اسوقت مین جھانسی کے ڈپٹی کمشنر تھے ملکر نوکری کی خواہش ظاہر کی۔ صاحب موصوف آپکے والد مرحوم ڈپٹی **جمال الدین حسین** صاحب کی خدمات اور آپکے خاندان سے خوب واقف تھے انھون نے آپکو تھوڑے ہی دنون کے بعد موقع پاکر ۶ر مارچ ۱۸۶۷ء کو نائب تحصیلدار مقرر کردیا اور کہدیا کہ یہ جگہ اوس معزز عہدے پر پہونچنے کی جسپر تمہارا باپ تھا پہلی سیڑہی ہے۔ اگر تم لیاقت اور محنت سے کام انجام دوگے تو بہت جلد اپنے باپ کی طرح ڈپٹی کلکٹری کے معزز عہدے پر پہونچ جاوگے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)

نائب تحصیلداری کا پروانہ پاکر ہوتیے تو اپنے دلمین خوش لیکن اب یہہ فکر سر پر سوار ہوئی کہ کام عدالت سے محض نابلد کام کس طرح چلیگا۔ واقعی جو شخص مکتب سے اٹھاکر نائب تحصیلداری یا تحصیلداری کی کرسی پر بٹھادیا جاوے وہ کچہری کا کام اس عمدگی اور خوش اسلوبی سے ہرگز نہین کرسکتا جسطرح سے ڈپٹی صاحب بہادر نے کیا۔ تحصیل مئو مین جو جہانسی کا حصہ ضلع ہے تعیناتی ہوئی۔ خدا کارساز کے بھروسہ پر مئو پہونچکر اپنے عہدہ کا چارج لیا۔ اور اپنی ذہانت و فراست سے کام کرنا شروع کردیا۔ تحصیلدار صاحب انکی صورت دیکھکر سمجھے تھے کہ یہ صاحبزادے صاحب کیا خاک کام کرینگے۔ لیکن ہفتہ عشرہ ہی کے بعد انہون نے کہدیا کہ میرا نائب تحصیلدار نہایت لایق و سمجھدار ہے۔ اور رفتہ رفتہ تحصیل کے وہ سب کام جو ہر تحصیلدار اپنے معتمد اور لایق نائب تحصیلدار پر چھوڑ سکتا ہے آپ پر چھوڑ دیتے۔ اور حکام ضلع بھی آپکو لایق و قابل سمجھکر ذمہ داری کا سب کام آپ ہی کے سپرد کرنے لگے چنانچہ جب مولوی محمد حسین صاحب تحصیلدار کی غفلت اور عدم توجہی کی وجہ سے تحصیل مئو کا مطالبہ آبکاری و مسکرات وقت پر وصول نہین ہوا تو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جہانسی نے بطور خاص اس کام کیلئے بذریعہ پروانہ مورخہ ۸ ماپریل سنہ ۱۸۹۶ء آپکو لکہا۔

اس خاص کام کے واسطے ہم آپکو ذمہ دار کرتے ہین کہ آپ وصول مطالبہ سرکار مین بخوبی ساعی رہو کسی طرح نقصان نہ ہونے پاوے۔ سال گذشتہ مین صرف بباعث غفلت مولوی محمد حسین صاحب وصول اقساط آمدنی آبکاری و مسکرات مین توقف و نقصان ہوا۔ اس زمانہ مین جو ایک مشہور قحط عالمگیر ہو رہا تہا اسکا انتظام آپ نے نہایت توجہ اور کوشش سے کیا۔ حالت نائب تحصیلداری مئو کی ایک حکایت لکہنے کے لایق ہے کہ ایک روز منشی گوپال راؤ صاحب تحصیلدار نے کسی عملہ سے یہ بات کہی کہ "ہمارے نائب تحصیلدار صاحب جنکے دو بیبیان ہین۔ سرکاری کام پر بہلا کیا محنت کرسکتے ہین" مشدہ مشدہ یہ خبر آپکے کان مین پہونچی۔ آپ دوسرے دن صبح کو جب تحصیل آنے لگے تو مکان پر حکم دیدیا کہ ہماری چارپائی اور بستر آج تحصیل پہونچ جاوے اور دوپہر اور شام کا کھانا وہین آوے۔

چنانچہ دوپہر کا کھانا بھی وہین پہونچا اور چارپائی و بستر دوپہر سے پہلے وہین آگیا۔ پہہ کو تحصیلدار

صاحب کو معلوم ہوا کہ پیشکار صاحب کا بستر وغیرہ آیا ہی تحصیلدار صاحب فوراً آپ کے پاس آئے اور ہنسکر کہنے لگے کہ نائب صاحب پلنگ اور بستر آج یہان کیون منگوایا ہی۔ جواب دیا کہ لوگون کا خیال ہی کہ بیسے کچھ کام نہین ہوسکتا۔ اسواسطے مین انکو دکھلادونگا کہ محنت اسکو کہتے ہین اور کام اسطرح ہوتا ہے اور یہہ بھی کہا کہ جب ہمارے افسر کی یہی خوشی ہی تو ہمین اوسکی رضامندی ضرور ہی تحصیلدار صاحب نے فرمایا کہ ہمارا یہ خیال نہین۔ نہ ہم یہہ چاہتے ہین کہ تم یہان رہو۔ اور فوراً اپنے آدمی کو اشارہ کیا کہ چارپائی وبستر نائب صاحب کے مکان پر پہونچا دو۔ اسی وقت سے تحصیلدار صاحب لوگون سے کہنے لگے کہ یہ لڑکا بڑا ہونہار معلوم ہوتا ہی۔ آخر اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء مین اس تحصیل اور اس ضلع سے ضلع للت پور کا تبادلہ ہوگیا اسوقت سب ڈویژنل افسر مسٹر وی اسٹرٹ صاحب بہادر نے آپکی علیحدگی پر نہایت افسوس کیا۔ صاحب بہادر موصوف نے اپنی تحریر مورخہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء مین آپکی نسبت اپنے خیالات اسطرح ظاہر فرمائے ہین۔

"مین حمید الدین نائب تحصیلدار سے بذاتہ چار برس سے واقف ہون اوسکو مسٹر ہلکنس ڈپٹی کمشنر نے نائب تحصیلدار مقرر کیا تھا اور شروع ۱۸۹۶ء مین تحصیل مئو مین تعینات کیا تھا وہ قدرتی طور پر ہوشیار اور ذہین نوجوان شخص ہی اور اپنے کام سے خوب واقفیت حاصل کر لی ہی قحط گذشتہ مین کار قحط کی نگرانی مین اسنے اپنے کو نہایت مفید ثابت کیا۔ اسکے والد مولوی جمال الدین محکمہ بندوبست مین ڈپٹی کلکٹر تھے اور وہ بوجہہ دیانت اور عمدگی کام کے ممتاز تھے۔ مین اوسکے والد کے خیال سے اوسکی ترقی چاہتا ہون اور امید کرتا ہون کہ وہ اس محکمہ مین جسمین کہ وہ ہی کامیابی حاصل کریگا۔"

تحصیل مئو کا چارج چھوڑکر آخر اکتوبر مین للت پور پہونچے ۹ ماہ کے قریب وہان رہے۔ ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء کو پھر مئو ضلع جھانسی کی تبدیلی ہوگئی۔ للت پور کے ڈپٹی کمشنر صاحب مسٹر ڈیوڈسن نے اس تھوڑے سے عرصہ مین آپکی نسبت یہ رائے قایم کی۔

مین تھوڑا سا تجربہ اس شخص کی نسبت رکھتا ہون - لیکن جہانتک مین نے اسکے
حالات دیکھے مین نے اسکی وقفیت کی وجہ سے جو اسکو اپنے کام سے ہے اور اسکے اوس
شوق کو دیکھکر جو اُسکو اپنے کام کرنے کا ہے نہایت مہربانی کی رائے قایم کی -"

۱۱ ستمبر ۱۸۸۲ء کو آپ نے مسٹر آر ایم ایڈوارڈس کمشنر قسمت جہانسی کو یہہ درخواست دی کہ مجھے تحصیلدار بنا دیا جاوے - کمشنر صاحب بہادر نے اس درخواست کو نامنظور نہین کیا بلکہ اوسپر نہایت مہربانی کا حکم تحریر فرماکر اوسکو واسطے تجویز کے ڈپٹی کمشنر ضلع جہانسی کے پاس بہیجا - اوس حکم کا یہہ خلاصہ ہے

"کہ یہہ شخص بدایون کے ایک نہایت ہی باثر اور معزز خاندان سے ہے اور سایل کا باپ
مین یقین کرتا ہون اسٹاف کا ایک نہایت عمدہ ملازم (ڈپٹی کلکٹر) تہا - یہہ نوجوان
شخص ہونہار معلوم ہوتا ہے - لیکن تحصیلداری پر مقرر ہونے کے واسطے نہایت کم
عمر ہے -"

۵ ستمبر ۱۸۸۵ء کو منشی کنہیا لال تحصیلدار مئو کے انتقال کی وجہ سے تحصیلداری خالی ہوئی جسپر آپ تین ماہ تک بطور قایم مقام کام کرتے رہے - ۹ دسمبر کو بحکم صاحب کمشنر بہادر پنڈت کرشن راؤ جو اسوقت سپرنٹنڈنٹ مال ضلع للت پور کے تہے تحصیلداری مئو پر تعینات ہوئے - اُنکی جگہہ کیواسطے مسٹر جان کومین ڈپٹی کمشنر بہادر جہانسی نے آپکی سفارش کی گو اس انتظام مین ضلع للت پور کے عہدہ دارون کا حق تہا کہ انکو ترقی ملے - لیکن صاحب کمشنر بہادر نے خاص طور پر بوجہ قابلیت اور اعلے لیاقت ڈپٹی صاحب بہادر کے ڈپٹی کمشنر جہانسی کی رپورٹ کو منظور کیا - ڈپٹی کمشنر جہانسی نے اپنی رپورٹ مین آپکو صرف سررشتہ داری پر ترقی دینے کی سفارش نہین کی تہی - بلکہ یہہ بہی خواہش ظاہر کی تہی کہ یہہ شخص للت پور کو جہان جگہہ خالی ہے نہ بہیجا جاے - بلکہ ضلع جہانسی کا سپرنٹنڈنٹ مال بنایا جاے - اس موقع پر ہم ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر جہانسی کی چہٹی نمبری ۲۷۹ مورخہ ۲ نومبر ۱۸۸۵ء موسومہ صاحب کمشنر بہادر قسمت جہانسی کا ترجمہ بطور انتخاب کے لکہتے ہین جس سے ظاہر ہوگا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے

اسوقت ہمارے ڈپٹی صاحب کی سفارش سررشتہ داری کے واسطے کیسے زوردار الفاظ مین کی تھی اوس چٹھی کے الفاظ یہ ہین۔

اسواسطے مین بہایت دلی خواہش سے سفارش کرتا ہون۔ کہ ریونیو سپرنٹنڈنٹ کی جگہہ جو کرشن راؤ کی جگہہ پانے سے خالی ہوئی ہے۔ حمید الدین کو دیجانا چاہیئے۔ یہ عہدہ دار جمال الدین حسن کا جس نے بطور ڈپٹی کلکٹر محکمہ بندوبست کے بہ ماتحتی مسٹر جنکنس صاحب عمدہ خدمات کی ہین لڑکا ہے۔ اسوقت وہ موٗمین پچاس روپیہ کا نائب تحصیلدار ہے۔ اور ایک ہوشیار اور ذہین عہدہ دار ہے۔ اور ہرطرح ترقی کا سزاوار ہے۔ مجھے سفارش کرنا چاہیئے کہ وہ اسی ضلع مین رکھا جائے۔ جہان کہ وہ سب سے زیادہ کار آمد ہوگا۔"

آخر جون ۱۸۸۳ع مین اسی ضلع کے سابق سررشتہ دار سید عبد اللہ خان جکا تنزل نائب تحصیلداری پر ہوگیا تھا۔ بحکم حکام عالی مقام صاحبان بورڈ مال اپنے عہدہ سررشتہ داری پر بحال ہوئے۔ اور انکی بحالی کا اثر ڈپٹی صاحب پر پڑا۔ یعنی ڈپٹی صاحب اپنے اصلی جگہہ نائب تحصیلداری موٗ پر واپس گئے لیکن اسوقت بجائے درجہ سوم کے درجہ اول کی نائب تحصیلداری دی گئی۔

ہم کہہ سکتے ہین کہ حکام جن جنکی ماتحتی مین آپ نے سررشتہ داری کی آپ سے خوش رہے۔ اور وہ آپ پر اوس سے زیادہ اعتماد رکھتے تھے۔ جتنا کہ ایک معمولی ہندوستانی پر یورپین حکام رکھتے ہین۔

جسوقت آپ سید عبد اللہ خان کو چارج دیکر اپنے عہدہ نائب تحصیلداری پر واپس ہوئے۔ اسوقت مسٹر ڈیوڈسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر جھانسی تھے۔ آنھون نے ۲ جولائی ۱۸۸۳ع کو جو یادداشت آپکو دی اوسکا ترجمہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

حمید الدین نائب تحصیلدار ستمبر ۱۸۸۲ع مین اس ضلع کا ریونیو سپرنٹنڈنٹ بنایا گیا تھا۔ لیکن اب بوجہ بحالی عبد اللہ خان کی جو بحکم صاحبان بورڈ مال ہوئی حمید الدین اپنے اصلی عہدہ نائب تحصیلداری پر واپس ہوتا ہے۔ اوسکے سررشتہ داری کا کام قابل اطمینان کیا اور مین خیال کرتا ہون کہ جب مناسب موقع ہو وہ ترقی کا پورا مستحق ہے

اب ڈپٹی صاحب اپنی نائب تحصیلداری کا کام بدستور تحصیل مؤ میں کرنے لگے لیکن حاکم ضلع تھوڑے دنون کے تجربہ کی بدولت آپکی لیاقت اور قابلیت کے ایسے فریفتہ تھے کہ انکو بغیر آپ ایسے سررشتہ دار کے چین کہان تھا۔ سنہ ۱۸۷۳ء مین پھر موقع ہاتھ آیا یعنی عبید اللہ خان سپرنٹنڈنٹ مال تھوڑے دنون کے واسطے جالون کی تحصیلداری پر بھیجے گئے۔ اب سررشتہ داری پھر خالی ہوئی۔ فوراً ہی ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۷۴ء کو آپ کے پاس پروانہ پہونچا کہ تم سررشتہ دار قایم مقام مقرر ہوئے۔ اس زمانہ نائب تحصیلداری کی کارگذاری کی نسبت مسٹر جی۔ یو۔ ایڈمن اسسٹنٹ کمشنر و حاکم حصہ ضلع مؤ اپنی تحریر مورخہ ۴ جنوری سنہ ۱۸۷۵ء مین لکھتے ہین۔

"حمید الدین نائب تحصیلدار ایک ذہین اور محنتی افسر ہے۔ جب مین مؤ مین قایم مقام تھا اسنے بہت اچھا کام کیا۔"

اب ڈپٹی صاحب پھر سررشتہ داری کے معزز عہدے پر نظر آنے لگے۔ اور اس مرتبہ پانچ مہینے ریونیو سپرنٹنڈنٹ کے نازک اور مشکل کام کو نہایت محنت ایمانداری و لیاقت سے انجام دیا۔ چنانچہ مسٹر ڈیوڈسن ڈپٹی کمشنر کا ریمارک مورخہ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۷۵ء ہمارے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ

"حمید الدین نے پھر ریونیو سپرنٹنڈنٹ کی جگہ پر اس تاریخ سے پہلے تقریباً پانچ مہینے تک قایم مقامی کی اور اوسنے اپنا کام نہایت عمدگی سے کیا۔"

مدت معینہ گذرنے پر پھر تحصیل مؤ کی پیشکاری پر تشریف لے گئے اور اپنا کام محنت و دلچسپی کے ساتھ کرنے لگے جسطرح کہ ہمیشہ کرتے تھے۔ بالآخر ۱۳ ستمبر سنہ ۱۸۷۶ء کو مستقل طور پر جھانسی کے ریونیو سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ مسٹر پورٹر اور مسٹر جی۔ ایڈمس۔ ڈپٹی کمشنر نے جو اسوقت بورڈ آف ریونیو کے ممبر ہین آپکے کام سررشتہ داری کی نسبت جو ریمارک دیے ہین انکا ترجمہ یہ ہے

ترجمہ ریمارک جے۔ ایس۔ پورٹر اسکوائر مورخہ ۱۷ اپریل سنہ ۱۸۷۸ء

"ایک بہت تیز پڑھنے والا اور سب سے زیادہ ذہین اور شریفانہ طبیعت کا آدمی ہے ٹھیک ایسا ہی نمونہ کا جیسا کہ تحصیلداری کے واسطے درکار ہے۔ وہ مؤ مین نائب تحصیلدار تھا اور

تحصیلداری کا کام بھی کیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ تحصیلداری کی پہلی جگہ کے واسطے اوسکو نامزد کرون"

ترجمہ ریمارک مسٹر جی۔ ایڈمس صاحب بہادر مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۷۹ء

"وہ بڑی لیاقت کا آدمی ہے اور نہایت محنت سے کام کرتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ وہ نہایت عمدہ
تحصیلدار بنے گا۔ مین اوسکی ترقی کی سفارش کرتا ہون۔"

اور **جوزیف۔ ڈیس۔ اسکوتر** نے جو تھوڑے دنون کے لیئے ڈپٹی کمشنری جہانسی پر آئے تھے۔ ۵ اگست ۱۸۸۰ء
کو آپکی نسبت اپنا خیال اسطرح ظاہر فرمایا ہے۔

"مین خیال کرتا ہون کہ حمید الدین ایک نہایت عمدہ ریونیو سپرنٹنڈنٹ اور ایک عمدہ تحصیلدار ہوگا"

مسٹر **ایڈمس** صاحب کو اپنی تحریر مذکورہ بالا لکھنے کے آٹھ ہی مہینے کے بعد آپکو تحصیلدار بنانے کا موقع ملا۔ اور انھون نے ۱۶ دسمبر ۱۸۷۹ء کو بطور قایم مقام تحصیلدار کے تحصیل گرونٹھا ضلع جہانسی کو بھیجا۔ چنانچہ چار مہینے تک قایم مقامی کی اور بہت اچھی کی۔

اس قایم مقامی کے بعد پھر صاحب ممدوح نے جو یادداشت اپنی مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۰ء عطا فرمائی اوس سے ظاہر ہے کہ ڈپٹی صاحب بہادر مین تحصیلداری کی کیسی قابلیت تھی۔ اور انھون نے تحصیلداری کا کام کیسا کیا۔ مسٹر **ایڈمس** لکھتے ہین کہ۔

"حمید الدین سب سے اعلے لیاقت کا سپرنٹنڈنٹ مال ہے اور اوس تھوڑے عرصہ مین جب یہ تحصیلدار رہا
اسنے نہایت عمدہ کام کیا۔ وہ پورے طور پر ترقی کے لایق ہے۔"

وسط ۱۸۸۰ء مین مسٹر **پورٹر** ضلع جہانسی سے تبدیل ہوکر ضلع شاہجہانپور آگئے تھے۔ ڈپٹی صاحب بہادر کی نسبت ضلع جہانسی مین جو آخری ریمارک مسٹر پورٹر نے دیا تھا وہ اونکی ۷ اپریل ۱۸۸۰ء کی تحریر ہے۔ اور جسکا ترجمہ ہم اوپر لکھ چکے ہین۔ اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب موصوف ڈپٹی صاحب کی قابلیتون کا نقش جہانسی سے اپنے دل پر شاہجہانپور لیے گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ضلع شاہجہانپور پہونچکر بھی وہ آپکو بھولے نہین۔ آخر جولائی ۱۸۸۰ء مین موقع پاکر صاحب بہادر نے آپ کو ضلع شاہجہانپور مین تحصیلداری پر بلالیا اور ۱۷ اگست ۱۸۸۰ء کو تحصیل تلہر مین بجائے پنڈت موہن لال کے جو ڈپٹی کلکٹری پر گئے تھے تعیناتی ہوئی۔ تحصیلداری پر نامزد

کرتے وقت جو ریمارک مسٹر پورٹر نے لکھا ہی اُسکا ترجمہ یہہ ہی۔

"یہہ شخص جلال الدین حسن سابق ڈپٹی کلکٹر بند وبست جہانسی کا لڑکا ہی اور شیخ شرف الدین آنریری مجسٹریٹ بدایون سے اسکی رشتہ داری ہی۔ اوسکو مسٹر جنکنس نے نائب تحصیلدار مقرر کیا تھا اور اُس جگہہ پر اوسنے نو سال تک کام کیا۔ مال کی سرشتہ داری کی اور سات مہینہ قایم مقام تحصیلدار رہا۔ وہ عمدہ اطوار بڑہی لیاقت اور تجربہ کا آدمی ہی۔ ہر حاکم نے جسکی ماتحتی مین اوسنے کام کیا ہی اوسکی تعریف بڑے زور کے ساتھہ کی ہی۔ اوسنے تحصیلداری کا امتحان اکتوبر ۱۸۷۵ع مین پاس کر لیا ہی۔"

ہمارے ڈپٹی صاحب اول تحصیلداری تلہر پر چندروزہ قایم مقام رہے ۱۰ اپریل ۱۸۸۱ع سے بموجب حکم صاحبان بورڈ نمبری [illegible] ۱۸۸۲ع مورخہ ۸ جون ۱۸۸۲ع موسومہ صاحب کمشنر بہادر قسمت روہیلکھنڈ تقرر ڈپٹی صاحب کا اسی جگہہ پر اور اسی سلسلہ مین بطور پروبیشنری تحصیلدار کے ہوا۔

بموجب نوٹیفیکیشن نمبری ۲۵۸ مورخہ ۱۴ فروری ۱۸۸۳ع مجسٹریٹی درجہ سویم کے اختیارات عطا ہوئیے۔ مارچ ۱۸۸۵ع مین ڈپٹی صاحب بہادر تحصیلداری درجہ چہارم پر مستقل ہوئیے۔ سالانہ رپورٹ ۱۸۸۲-۸۳ع ضلع شاہجہانپور مین مسٹر پورٹر نے آپکی منسبت لکہا ہی کہ۔

"اوسنے بطور اس صوبہ کے سب سے عمدہ تحصیلداری کی۔ اپنی نیک نامی قایم رکہی۔"

اپریل ۱۸۹۰ع تک آپ تحصیلدار رہے اور زمانہ تحصیلداری مین سوائے تحصیل تلہر کے کسی دوسری تحصیل یا دوسرے ضلع کو تبدیل نہین ہوئیے۔ کیونکہ نہ حکام نے اُنکو وہان سے ہٹانے کی ضرورت سمجہی۔ نہ کبہی رعایا نے ایسی خواہش کی۔

آپ کے جانے پر رعایائے تلہر کو جو افسوس ہوا ہی اوسکو اونہین کا دل خوب جانتا ہی۔

حکام کا جیسا خیال آپکی نسبت آپ کے زمانہ تحصیلداری مین رہا وہ ضلع کی سالانہ رپوٹون مین موجود ہے ہم بخوف طوالت ہر سال کی رپوٹ کا انتخاب لکہنے سے معذور ہین۔ ۱۸۸۴-۸۵ع کی رپوٹ مین جو فقرہ (نمبر ۳ درجہ ذیل) تحصیلداران کی نسبت کلکٹر صاحب شاہجہانپور نے لکہا ہی اوس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ضلع کے بڑے تحصیلداروں

میں ہمارے ڈپٹی صاحب کلکٹر ضلع کی نظروں میں کیسے ممتاز تھے۔

رپورٹ کا وہ فقرہ یہ ہے

"سب تحصیلدار عمدہ کام کرتے رہے۔ خاصکر سب سے زیادہ عمدہ منشی حمید الدین تحصیلدار تلہر"

سنہ ۱۸۸۶ء میں جب انکم ٹکس کی تشخیص اضلاع مغربی شمالی و اودھ میں اول اول ہوئی تھی۔ تو ضلع شاہجہانپور میں اس کام کے واسطے آپ ڈپٹی کلکٹر منتخب ہوئے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ آپ کو تحصیلدار صاحب کی بجائے لوگ ڈپٹی صاحب کہنے لگے۔

۱۶ اپریل ۱۸۸۶ء سے ۵ جولائی ۱۸۸۶ء تک قایم مقام ڈپٹی کلکٹر انکم ٹکس رہے اور یہ کام نہایت ایمانداری اور محنت سے تمام کیا۔ ۱۸۸۶-۸۷ء کی سالانہ رپورٹ ضلع شاہجہانپور میں ڈپٹی صاحب کی اس کارگزاری کا تذکرہ صاحب ضلع نے اسطرح سے کیا ہے۔

"حمید الدین تحصیلدار نے اس سال سوائے تین ماہ کے (۱۶ اپریل ۱۸۸۶ء سے لغایت ۵ جولائی ۱۸۸۶ء) تلہر کی تحصیلداری کا کام کیا۔ اور ان تین ماہ میں وہ اس ضلع کے ڈپٹی کلکٹر انکم ٹکس رہے ایام تحصیلداری میں بدستور عمدہ کام کرتے رہے اور بحالت ڈپٹی کلکٹری انہوں نے جو تشخیص ٹکس کی کی وہ عمدہ اور کامل تھی۔"

تلہر میں جتنے دنوں تحصیلدار رہے میونسپل کمیٹی تلہر کے سکرٹری بھی رہے۔ میونسپلٹی کا کام بڑی دلچسپی اور توجہ سے کیا۔ پبلک کا فایدہ ہر وقت مد نظر رکھا۔ ترقی تعلیم کا بہت خیال تھا۔ مدرسہ تحصیلی تلہر کے ہیڈ ماسٹر منشی چھن لال نے جو تصانیف آپکے زمانہ تحصیلداری میں اونکی کیں اشاعت آپ ہی کے انکریجمنٹ (ترغیب دہی) سے ہوئی جیسا کہ اون کتابوں کے ٹائیٹل پیج بتلا رہے ہیں۔ قلعہ میں مکان تحصیل تلہر واقع ہے ایک مسجد[1] آپ ہی کے وقت کو یاد دلا رہی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو رفاہ عام کے کاموں سے بہت دلچسپی تھی۔ فروری ۱۸۸۷ء میں حضور قیصر ہند کی جوبلی (جشن حکومت پنجاہ سالہ) کی خوشی تمام ہندوستان میں

[1] تلہر سے تبدیل ہونے وقت اسکی تعمیر کو آپ نے ناتمام چھوڑا تھا بعد کو مکمل ہوئی۔

منائی گئی تھی۔ اوس موقع پر قصبہ تلہر میں بھی ایک عالیشان جلسہ منعقد ہوا تھا۔ اوس سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ میں اعلی درجہ کی وفاداری کا جوش موجود تھا۔ اس جلسہ میں مسٹر لوپٹر صاحب کلکٹر ضلع و دیگر یورپین حکام نے قدم رنجہ فرماکر آپکی محنت اور کوشش کی اچھی طرح داد دی۔

آپ کے زمانہ تحصیلداری میں وہ سال بھی گذرے ہیں جبکہ تین سال متواتر رام لیلا اور عشرہ محرم ایک ساتھ پڑے تھے اور ہندو و مسلمانوں کے خیالات میں مذہبی نفاق نے کچھہ برہمی پیدا کردی تھی۔ اسوقت آپ نے نہایت ہوشیاری اور دلجوئی کے ساتھ امن قایم رکھا اور پتا بھی نہ کھڑکا۔

۵ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کے بعد آپکی ڈپٹی کلکٹری کا زمانہ شروع ہوتا ہی۔ یعنی تحصیلداری تلہر سے لوکل گورنمنٹ نے آپکا انتخاب ڈپٹی کلکٹری کے لیئے کیا اور بلندشہر کے بندوبست میں تعینات ہوئے۔ یہاں کا بندوبست کوئی معمولی بندوبست نہ تھا۔ بلکہ یہہ بندوبست مسٹر اسٹوکر صاحب (مہتمم بندوبست) کے نام کے ساتھ تمام ضلع بلندشہر بلکہ گرد و نواح میں زمینداروں کے سامنے ایک ڈراونی تصویر پیش کر رہا تھا۔

اس ضلع میں زیادہ تر دیہات تعلقداروں اور بڑے بڑے زمینداروں کے قبضہ میں ہیں۔ اور وہ اسوقت کاشتکاروں کے حقوق کا اپنی اندرونی کارروائیوں سے خون کر رہے تھے۔ اکثر جگہہ زمینداروں نے وہ مثل کی تھی کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور یعنی جمعبندی سرکاری میں کچھہ لگان آسامیوں پر درج تھا اور واقعی وصول کچھہ ہوتا تھا۔ موروثیت اور غیر موروثیت کی گتھیاں کچھہ ایسی پڑی ہوئی تھیں۔ انکا سلجھانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن ڈپٹی صاحب بہادر نے اس کام کو نہایت خوش اسلوبی اور دیانتداری سے کیا۔ ڈپٹی صاحب کو صد آفرین کہ بلندشہر ایسے زرخیز ضلع کے بندوبست میں دیانتداری کو قایم رکھا۔ اور انکا قدم رہ راست سے نہ ڈگمگایا۔

انکی حسن کارگذاری اور ایمانداری کی تصدیق مسٹر اسٹوکر صاحب مہتمم بندوبست کی تحریروں سے جو انھوں نے آپکی نسبت لکھی ہیں بخوبی ہوتی ہی۔ جو ذیل میں درج ہیں۔

ترجمہ انتخاب رپورٹ سالانہ بندوبست بلندشہر بابتہ سنہ ۱۸۹۵ و ۹۶ء

منشی حمید الدین نے جسوقت چارج لیا کام دورہ کا قریب الختم تھا لیکن انکو بہت مشکل

حصہ لیا اور انھون نے اوسکے انجام مین نہایت شوق و لیاقت ظاہر کی"

ایضاً بابتہ سنہ ۸۸-۱۸۸۷ء

"منشی حمید الدین نے اس سال مین نہایت سرگرمی اور کامیابی کے ساتھ کام کیا وہ ایک نہایت عمدہ اور دیانت دار جوڈیشل آفیسر ہین۔

عاملانہ کارروائی مین اونکا بڑا تجربہ اونکو ہر کام مین سب سے زیادہ کار آمد اور لائق بناتا ہے"

ایضاً بابتہ سنہ ۸۹-۱۸۸۸ء

"منشی حمید الدین نے اپنا کام متعلقہ ختم کرکے ۲۶ اپریل کو اس محکمہ کو چھوڑا وہ مثل پچھلے سالون کے ویسے ہی اعلےٰ لیاقت کے ساتھ کام کرتے رہے۔ انھون نے قابلیت۔ صحت۔ اور دیانت داری کے ساتھ کام کیا۔ مین نے اونکی عدالتی تجویزین بے عیب اور اچھی طرح سے مدلل پائین۔ زمینداروں اور کاشتکارون کے باہمی معاملات مین نہایت ہوشیاری اور دانائی دکھلائی۔ مین اسبات سے خوش ہون کہ اس قابل آفیسر کی سفارش صاحبان بورڈ سے کرنے کے قابل ہون۔"

ترجمہ انتخاب اخیر رپورٹ بندوبست بلند شہر

"منشی حمید الدین کے پاس بہت سا کام تصدیق اور مقدمات کا تھا جسکو انھون نے بہت اچھی طرح کیا۔ انھون نے کاغذات کی تصحیح اور تصدیق مین بڑی قابلیت دکھلائی۔ اونکا عدالتی کام نہایت ہوشیاری۔ صحت اور غور کے ساتھ تھا۔"

ڈپٹی صاحب نے بندوبست بلند شہر مین دو سال تک کام کیا اور اسی عرصہ مین جب شیخ بشارت علی صاحب ڈپٹی کلکٹر ماہ فروری ۱۸۹۰ء مین رخصت پر گئے تھے تو اسی ضلع مین قریباً ایک ماہ کے واسطے ضلع کا کام بھی آپکے سپرد ہوگیا تھا۔ لیکن اوسیکے ساتھ اپنا بندوبست کا معمولی کام بھی کرتے رہے۔

اسی زمانے مین بموجب حکم گورنمنٹ نمبری ۳۴۹ مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۹۰ء اختیارات مجسٹریٹی درجہ

دوم عطا ہوا ہے۔ اور ۲۶ اپریل ۱۸۸۹ء کے گورنمنٹ آرڈر نمبری ۱۲۶۶ کے بموجب بندوبست بلندشہر سے بنارس کو ضلع کے کام پر تبادلہ ہوا۔ بلندشہر چھوڑتے وقت آپ نے مسٹر **ٹی۔ اسٹوکر** سے ملاقات کرنا چاہی لیکن صاحب بہادر بوجہ علالت طبع اسوقت نہ مل سکے۔ جسکا خود صاحب موصوف کو افسوس ہوا۔ جیسا وہ اپنی چٹھی مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۶ء موسومہ ڈپٹی صاحب بہادر مندرجہ ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

دوماقی ڈیر مولوی حمیدالدین۔ مجھے افسوس ہے کہ جسوقت آپنے بلندشہر چھوڑا میری طبیعت اسقدر علیل تھی کہ میں آپکو نہ دیکھہ سکا۔ اب میں آپکی اُس قابل امداد کا جو مجھے پہلی سالوں میں آپ کے عہد ڈپٹی کلکٹری بندوبست میں آپ سے ملی ہے۔ دلی شکریہ ادا کرنے کے لیے آپ کو یہ چٹھی لکھتا ہوں۔ یہاں کا کام بھاری تکلیف دہ اور بعض اوقات نازک اور مشکل تھا آپ نے اوسکو نہایت سرگرمی و لیاقت اور دیانت داری سے انجام دیا۔ یہ سب آپ کی اور آپ کے ساتھی (پنڈت راماشنکر مصر اسسٹنٹ مہتمم بندوبست) کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ کہ بہت بڑی اراضی کی تصدیق اور مقدمات کا کام تیزی اور صحت کے ساتھ انجام پذیر ہوا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اس کام کو پہلے بندوبست کے کاغذات سے مقابلہ کیا جائے تو اسی کو ترجیح دیجائیگی۔ میں نے آپ کا عدالتی کام ہمیشہ عمدہ پایا جس سے عقلمندی ہوشیاری۔ اور علم ظاہر ہوتا تھا۔ میرا فرض ہے کہ ان سب باتوں کے واسطے میں آپکا شکریہ ادا کروں۔ اور کہوں کہ آپ نے مستقل ڈپٹی کلکٹری کا استحقاق پورے طور پر حاصل کر لیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اُسے بہت جلد پائینگے۔

میں ہمیشہ آپکی آیندہ ترقی سنکر خوش ہونگا۔ اور وہ ایمانداری کا کام جو آپ نے یہاں کیا ہے تمام عمر یاد رکھونگا۔ مجھے اپنا دوست سمجھیے۔

ٹی۔ اسٹوکر مہتمم بندوبست

بنارس مین پہونچے صرف چار ماہ گذرے ہون گے۔ ایک روز کہ اگست کا مہینہ قریب الختم تھا۔ یعنے ۹۱ر اگست ۱۸۸۹ء کو تار پہونچا کہ آپ کی تبدیلی بندوبست بستی کو ہوئی۔ بندوبست بستی کا یہہ آخری وقت تھا۔ آیکلہ وہان ایک تجربہ کار ڈپٹی کلکٹر کی جو بندوبست کے کام سے خوب واقف ہو۔ ضرورت تھی صاحبان بورڈ نے اس ضرورت کے پورا کرنے کے لیے آپکا انتخاب کیا۔ آپ بتعمیل حکم جو بذریعہ ٹیلیگرام کے موصول ہوا تھا۔ فوراً بستی پہونچے اور بہت بڑے کام کو امید سے کم عرصہ مین ختم کر دیا۔ اسی اثنا مین ضلع اعظم گڈہ کے واسطے دو حاکمون کی ضرورت تھی۔ اسوقت گو اعظم گڈہ کا بندوبست نہین تھا صرف اسوجہہ سے کہ چند زمینداروں کی نسبت انحفا۔ لگان واقعی کا شبہ ہوا تھا۔ تصدیق جمعبندی کی ضرورت تھی اس خاص کام کے واسطے وہی دونون سنجیدہ اور دیانت دار حاکم جنھون نے بلندشہر کے بندوبست مین نیک نامی حاصل کی تھی منتخب کیے گئے۔ بموجب حکم گورنمنٹ نمبری ۲۷۴۴ مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۸۸۹ء آپ اعظم گڈہ بھیجے گئے۔ اور اس کار خاص سے فراغت پاکر ۲۹ر اپریل ۱۸۹۰ء کو گورکھپور ضلع کے کام پر تبدیل ہوئے۔ یہان کی آب وہوا کا آپکی تندرستی پر کچھہ ایسا اثر ہوا کہ آپکی طبیعت ناساز رہنے لگی۔ یہ وہ سال تھا کہ جسمین آپکو ڈپٹی کلکٹری کے ڈپارٹمنٹل امتحان مین شریک ہونا لابد تھا لیکن طبیعت کی بدمزگی آپکو ناکامیابی کی ڈراونی صورت دکھارہی تھی۔ اسوجہہ سے امتحان مین جانے کی ہمت نہ پڑی اور اپنی خدمات سابقہ کو ظاہر کرکے صاحب کلکٹر بہادر ضلع گورکھپور سے درخواست کی کہ میرے استحقاق پر نظر کرکے خاص طور پر میرے امتحان سے مستثنی ہونے کی گورنمنٹ کو رپورٹ کیجاوے۔

مسٹر جے۔ ڈبلو۔ ہوس صاحب قایم مقام کلکٹر ضلع نے اس بارہ مین جو رپوٹ کی ہے۔ اوسکے انتخاب کا ترجمہ یہہ ہے:

> ”مجھے ضرورت نہین ہے کہ مین اوس عمدہ کام کا جو اس سے پہلے مولوی حمید الدین نے کیا ہے ذکر کرون سرٹفکیٹ منسلکہ ظاہر کرتے ہین کہ وہ ہمیشہ خاص قابلیت کے ایک لایق افیسر خیال کیے گئے ہین۔ وہ تین مہینے سے ضلع کے مقررہ اسٹاف مین شامل

ہین اس عرصہ مین انکا مقدمات کا کام تیز اور بالکل بے عیب ثابت ہوا - اور اونکے فیصلے صحیح اور مختصر ہوتے ہین آجکل اونکے پاس ایک یا دو مشکل مقدمات تھے اونکا فیصلہ اُنھون نے قابل اطمینان کیا - ایک بڑی عمدہ صفت اونکے کام کی یہہ ہے - کہ جب اونکو کوئی وقت پیش آتی ہی تو وہ راے لینے مین تامل نہین کرتے - مجھے اسمین ذرا بھی شبہ نہین ہے کہ وہ فوجداری اور مال دونون صیغون مین نہایت آسانی کے ساتھ درجہ اعلے مین پاس کر لیتے - لیکن میری راے ہے کہ اونکا کیس ایسا ہے کہ جو خاص استثنے کے قابل ہے - اور مجھے امید ہے کہ اوسپر توجہہ کیجاٸیگی ۔"

اس زمانے مین مرزاپور مین ایک اخبار پبلک سروس گزٹ جاری تھا - جسنے حکام سول سروس وغیرہ کے حقوق کارگذاری یا اونکی بداعمالیان گورمنٹ تک پہونچانے کا بیڑا اٹھایا تھا - ہر ضلع مین اوسکی طرف سے ایک معتبر اور لایق کارسپانڈنٹ مقرر تھا - جو حکام ضلع کی پوست کندہ کارروائی کی اطلاع اڈیٹر کو دیتا یا اونکے حقوق پر بحث کرتا تھا - چنانچہ اخبار مذکور مین آپکے مستثنے ہونے کے بارہ مین اوسکے گورکھپوری کارسپانڈنٹ کا مضمون معہ اڈیٹیریل نوٹ کے چھپا ہے جسمین آپکے حقوق پر خوب بحث کیگئی ہے - اور آپ کی دیانتداری کا فوٹو کھینچا گیا ہے - اس مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ آن حکام کے کہ جنکی ماتحتی مین آپ نے کام کیا پبلک کا آپکی نسبت کیسا خیال تھا - ہم اُس مضمون کو معہ اڈیٹوریل نوٹ کے بجنسہ نقل کرتے ہین -

اڈیٹوریل نوٹ از پبلک سروس گزٹ مطبوعہ ۲۶ اگست سنہ ۱۸۹۰ء

ناظرین آیندہ کالمون مین ایک مراسلہ دیکھینگے جو ہمارے دوست ن - سی کی ہمدردی کا گورمنٹ کے قابل لحاظ نوٹ ہے - بیشک ایسے تحصیلدار جو تحصیلداری کے ایک واجبی مدت تک کام کرنے کے بعد بندوبست مین تعینات ہون اور پھر ضلع کے کام پر متعین کیے جائین وہ ضرور گورمنٹ سے ایک خاص سلوک کے مستحق ہین - ہم نے ایک مختصر نوٹ مین گورمنٹ کو حکمہ بندوبست پر متوجہ کیا ہے اگر اسپر عملدرآمد ہوا تو ہمارے دوست کو یہہ موقع

شکایت پہر نہ ملیگا بجب یہ کار تحصیلدار جنکو مال کے کام مین عبور کامل ہو بندوبست کے واسطے منتخب کیئے جاتین اور لایق نوجوان تحصیلدار ڈپٹی کلکٹری پر ضلع مین بہیجے جاتین - اوس وقت یہہ مشکلات جنپر لوگون کو گورنمنٹ پر گرفت کا موقع ملتاہے - بالکل رفع ہوجائنگی -"

نقل آرٹیکل جسکا حوالہ اس نوٹ مین ہے

"گورنمنٹ مین ایک مودبانہ گذارش"

"اسمین شک نہین کہ جو قوانین اس عہد مین رعایا کے واسطے وضع ہوئے ہے - اونکی بنا انصاف پر ہے اور جو قواعد عال کے واسطے اُن کی تقرری - ترقی - پنشن وغیرہ - کی بابت ہین - وہ ایسے نہین ہین کہ جس سے کیسیکی حق تلفی ہو - چنانچہ ایک یہہ قاعدہ کہ تحصیلدار جو تحصیلداری کے امتحان مین پاس ہون - اور دس یا دس سے زیادہ عرصہ کے بعد عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر پہونچین تو وہ درجہ اول کے امتحان سے جو ڈپٹی کلکٹری کے لیئے ضروری ہے مستثنے سمجھی جائنگے اسی پر مبنی ہے کہ ایک تجربہ کار پرانا عہدہ دار اپنے حق سے محروم نرہے - مگر ہم نہین سمجھتے کہ ایک تحصیلدار جو سات برس کی تحصیلداری کے بعد بوجہ اپنی لیاقت و دیانت کے منتخب ہوکر کسی بندوبست مین متعین کیا گیا ہوا اور وہان اوسے کثرت کار نے امتحان ڈپٹی کلکٹری دینے کا موقع نہ دیا ہو اور اس طرح سے آسنے بندوبست مین تین سال گذار کر دس برس کی تحصیلدار کی برابر بلکہ اوس سے زاید تجربہ حاصل کیا ہوا اور پہر وہ ضلع کے کام پر تعینات ہوا اور ضلع بہی ایسا کہ جہان کی آب و ہوا اور زیادتی کام نے اوسے امتحان مین شامل ہونے سے باز رکہا ہو تو پہر ایسی حالت مین کیا انصاف کا یہی مقتضا ہے کہ وہ امتحان دینے پر مجبور کیا جائے اور در صورت نہ دینے امتحان کے باوجود تجربہ اور لیاقت کے اپنی ترقی سے محروم رکہا جاے - ہرگز نہین - بلکہ اوسکو ضرور اوسکے تجربہ کا وہی نفع ملیگا جیسا کہ ایک دس برس والا تحصیلدار حاصل کرتا ہے - بعینہ یہی حالت اس ضلع مین مولوی حمید الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر کی ہے - یہہ ایک اعلےٰ درجہ کے لایق اور بیدار مغز حاکم ہین جو سات برس کے تحصیلداری کے بعد بلند شہر کے بندوبست مین ڈپٹی کلکٹر رہے اور وہان کے زمینداران اور کاشتکارون کے نازک معاملات کو نہایت ایمانداری سے طے کیا جس سے کہ صاحبان بورڈ اور نیز گورنمنٹ خوب واقف ہے

اور اس ضلع (گورکھپور) مین بھی اون کے منصفانہ مزاج سے ہر فرد بشر راضی ہے۔ سنا ہے کہ صاحب کلکٹر ضلع نے بھی آنکے امتحان سے مستثنے ہونے کے واسطے رپوٹ کی ہے۔ ہمارے راے مین وہ ضرور قابل لحاظ ہے اور امید ہے کہ وہ نظر انصاف سے دیکھی جائیگی۔ اور ضرور شرف قبولیت پائیگی۔

راقم ن۔ سی از
گورکھپور"

ادہر کلکٹر ضلع کی رپوٹ کمشنر اور بورڈ سے گذرتی ہوئی گورمنٹ مین پہونچی۔ اودہر اخبار مذکور کا یہ مدلل آرٹیکل گورمنٹ رپورٹر کے ذریعہ سے لاٹ صاحب بہادر کے سامنے پیش ہوا اور اسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ گورمنٹ آرڈر نمبری ۳۳۳۳ مورخہ ۱۰ استمبر ۱۸۹۰ء کے ذریعہ سے آپ مستثنے کیے گئے۔ اور اسی تاریخ گورمنٹ سے آپکو مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات عطا ہوئیے اور قریب سوا برس کے آپ گورکھپور مین رہے۔

بریرٹن صاحب بہادر اور مسٹر ڈی۔ ٹی۔ رابرٹس سی۔ ایس کلکٹران نے جو اپنی قیمتی رائین بذریعہ تحریر ظاہر کین انکو ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہین۔ لیکن اونمین سے مسٹر ڈی۔ ٹی۔ رابرٹس کا ایک فقرہ لکھے بغیر نہین رہ سکتے کیونکہ ایسا فقرہ یورپین حکام معمولی طور پر ہندوستانی ملازمون کے واسطے بہت کم لکھتے ہین۔ صاحب ممدوح نے رپورٹ سال تمام مال بابتہ ۱۸۹۱ء مین ارقام فرمایا ہے۔

"مولوی حمید الدین احمد نہایت خوبیون کے آفیسر ہین جو کہ کام کا بہت زیادہ حصہ انجام دیتے ہین اور خوش اسلوبی کے ساتھ مجھے اون کے فیصلون پر بھی بہت بڑا اعتماد ہے"

۱۳ نومبر ۱۸۹۱ء کے حکم کے ذریعہ سے آپکا تبادلہ گورکھپور سے ضلع بستی کو ہوا۔ اور مسٹر رابرٹس کلکٹر نے آپکے جانے کا بڑا افسوس کیا اور کوشش کی کہ یہہ تبادلہ ملتوی ہو جاوے۔ لیکن کامیابی نہین ہوئی۔ ناچار ڈپٹی صاحب ضلع بستی کو تشریف لے گئے۔ بستی کی آب وہوا انہین راس نہ آئی اسوجہہ سے چار ہی مہینے کے بعد اپنی خواہش پر ضلع مین پوری کو تبدیل ہو گئے۔ اسی سال یعنے

مارچ سنہ ۱۸۹۲ء مین بہ سرپرستی مسٹر جے۔ اے براؤن کلکٹر ضلع بستی مین ہمارے ڈپٹی صاحب و نیز ڈپٹی مدن لال صاحب وغیرہ کی کوشش سے ایک نمایش کے سالانہ جلسہ کی بنا پڑی جسمین نہایت کامیابی ہوئی کلکٹر صاحب موصوف آپ سے اس تھوڑے سے عرصہ مین بہت خوش رہے اور چلتے وقت ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کو یہ یادداشت دی کہ

"مولوی حمید الدین احمد ڈپٹی کلکٹر اس ضلع مین ۵ مہینے رہے اب مین خیال کرتا ہون کہ بوجہ شکایت تنارستی انکی یہ تبدیلی ضلع مین پوری کو ہوئی جبتک وہ یہان رہے نہایت عمدہ کام کیا۔ بڑے محنتی اور کار آمد آدمی ہین۔ کوئی شک نہین کہ وہ اچھی ترقی کرینگے۔"

جب آپ مین پوری پہونچے تو مئی کا شروع مہینہ تھا۔ گرمی اپنا زور دکھارہی تھی۔ مین پوری کی آب وہوا بھی ڈپٹی صاحب کے موافق نہین ہوئی۔ پوربی اضلاع (گورکھپور وغیرہ) کی آب وہوا کے اثر سے ڈپٹی صاحب کی طبیعت پر جو ایک قسم کی کمزوری سی آگئی تھی۔ اب اوسمین ترقی ہونے لگی اور جبتک مین پوری رہے کسی نہ کسی حکیم کی صلاح سے برابر دوا پیتے رہے۔

نومبر ۱۸۹۲ء مین ڈپٹی صاحب نے لڑکی کی شادی سے فراغت حاصل کرنے کے واسطے ایک مہینہ دس روز کی رعایتی رخصت لی۔ لیکن قبل اس سے کہ وہ اس کام کو کرین شاہجہانپور کے کسی طبیب کی تعریف سنکر بجائے وطن آنے کے مین پوری سے شاہجہانپور پہونچے۔ کچھ دنون وہان رہکر ان طبیب صاحب کا علاج کیا لیکن کچھ فرق محسوس نہ ہوا۔ آخر دسمبر مین ناچار وطن کو آئے اور شادی سے فراغت پاکر شروع جنوری سنہ ۱۸۹۳ء مین پھر مین پوری پہونچکر اپنے کام کا چارج لیا۔

مارچ سنہ ۱۸۹۳ء مین یہان سے تبادلہ ہوگیا۔ اور اسمرتبہ وہ ضلع ملا جو قسمت روہیلکھنڈ کا صدر مقام ہے بریلی پہونچکر بھی آپکی طبیعت کچھ درست نہین ہوئی۔ بلکہ اب آپ کی تنخواہ مین مستقل طور سے ایک طبیب کا حصہ قایم ہوگیا۔ اور ایک بیش قرار تنخواہ کا طبیب ساتھ رہنے لگا۔

جن صاحب کا علاج مین پوری مین ہوتا تھا وہ ساتھ آئے تھے اور بریلی کے اور نامی طبیبون نے بھی

دیکھا مگر ہماری رائے مین آپ کا مرض کسی کی سمجھ مین نہ آیا۔ عام کمزوری تبخیر ضعف معدہ وغیرہ کا علاج ہوتا رہا۔ لیکن باوجود تندرستی کے ایسی خراب حالت کے ڈپٹی صاحب بہادر نے سرکاری کام مین کبھی کمی نہین کی۔ بلکہ جس محنت کے ساتھ ہمیشہ سے وہ کام کرنے کے عادی تھے ویسے ہی اور اوسی دلچسپی کے ساتھ اپنے کار منصبی کو انجام دیتے رہے۔ یہہ وہ وقت تھا کہ بریلی کے ہندو مسلمانون مین نفاق کا شعلہ بھڑک رہا تھا۔ بقر عید (۱۸۹۳ء) کے موقعہ پر ہندوؤن نے اتفاق کرکے بازار بند کر دیا۔ اور کئی روز تک مسلمان اور ہندوؤن کے باہمی لین دین کا سلسلہ بند رہا۔ آپ نے اس موقع پر و نیز عشرہ محرم مین حکام ضلع کو اپنی دانائی اور تجربہ کی بدولت اوس پالیسی کے اختیار کرنے کی صلاح دی۔ جسکے وجہہ سے اون نازک اوقات مین حکام ضلع کی نیکنامی قایم رہی۔ اور رعایا مین بھی امن رہا۔ جو چٹھی عشرہ محرم وغیرہ کے حسن انتظام کے شکریہ مین مسٹر میکفرسن وغیرہ صاحبان مجسٹریٹ بریلی نے آپکو دی ہین انکو ہم درج کرنا ضروری نہین سمجھتے۔

اسی ضلع مین آپ ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر مستقل ہوئے۔ اور یہان ہی چھٹے گریڈ یعنی ۳۰۰ روپیہ کے درجہ پر ترقی پائی۔ اور یہان سے ڈپٹی صاحب ضلع شاہجہانپور کو تبدیل ہوئے۔

۳۱ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو شاہجہانپور پہونچکر چارج لیا۔ اور ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۶ء تک وہان رہکر مدت ملازمت اور اوسی کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام ختم کئے۔ یہان کے زمانہ ڈپٹی کلکٹری مین ضلع کی تقسیم کمیٹی کے واسطے صاحب کلکٹر ضلع نے صاحبان بورڈ سے ایک تجربہ کار ڈپٹی کلکٹر کو مانگا وہان سے ڈپٹی صاحب نامزد کئے گئے اور آپ نے اس کام کو ۲۱ نومبر ۱۸۹۵ء سے ۶ اپریل ۱۸۹۶ء تک نہایت محنت اور تیزی سے انجام دیا اور یہہ مسٹر لیف۔ بی۔ میولاک کلکٹر ضلع کی بڑی خوشنودی کا باعث ہوا اس کام کو ختم کرکر ڈپٹی صاحب پھر ضلع کا کام بدستور کرنے لگے۔ شاہجہانپور مین محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا دسوان سالانہ اجلاس دسمبر ۱۸۹۵ء مین ڈپٹی صاحب ایسے بزرگون ہی کے پاک نفوس کی بدولت جو اسوقت شاہجہانپور مین موجود تھے منعقد ہوا۔ ڈپٹی صاحب باوجود ناسازی طبیعت کے شریک کانفرنس ہوئے۔ اور چندہ دیا۔

اسی ضلع مین بموجب حکم* گورنمنٹ نمبری ۲۱۲۰ - ۲۲ جولائی ۱۸۹۶ء سے آپکی ترقی پانچوین گریڈ یعنے چارسو کے درجہ پر ہوئی۔

ڈپٹی صاحب کی عادات اور مذہبی خیالات پر ریویو

ہمارے ناظرین۔ ڈپٹی صاحب بہادر کے پچھلے حالات کو (جو ہم نے اسوقت تک بیان کیئے) پڑھکر اسبات کا خوب اندازہ کرسکتے ہین کہ مروت اخلاق - حلم - سخاوت - انکساری - دلیری - آپکے بغیر مین داخل تھی - اب ہم دکہلائینگے کہ روزمرہ کی دینوی معاملات مین آپ کا برتاو کیسا تھا۔

ڈپٹی صاحب کا معاملہ بہت صاف تہا۔ بے ایمانی کی طرف کبھی اونکا گمان بہی نہ جاتا تہا۔ ہر شخص جسکو اون سے کبھی کسی طرح کا اتفاق اس دینوی زندگی مین پڑا ہی خوب جانتا ہی کہ وہ اعلے درجہ کے ایماندار تھے۔

سچ یہ ہی کہ بڑے دیانت دار تھے - بڑے امین تھے - یہی وجہہ تھی کہ ہر شخص انکو اپنا رازدار بنانا پسند کرتا تھا - اسمین شک نہین کہ صفائی معاملہ اونکی عادت مین داخل تھی جسکی وجہہ سے یہ مثل وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ حساب جو جو بخشش سو سو۔ لیکن بسا اوقات اونکی بیخہ ل مروت اس عادت پر غالب آجاتی تھی اور یہی باعث تہا کہ وہ اپنے غریب بھائی کے مقابلہ مین خود دبجاتے تھے۔ سخاوت کا اعلے جوہر بھی آپ مین موجود تھا۔ کوئی سایل کبھی آپکے در سے خالی نہین پھرا۔ موقع اور وقت کے لحاظ سے جوکچھ بن آتا وہ اوسکی نذر کرتے - خیرات دینے کا اصول نہایت عمدہ تھا - علاوہ اُن سایلون اور گداگرون کے جو دروازہ پر مانگنے آتے ہین اکثر افلاس زدہ شریفون اور بیوہ عورتون کی چھپ کر حاجت روائی کیا کرتے تھے - اس قسم کی مثالین بعد آپکے وفات کے معلوم ہوئین - علاوہ اس طریقے خیرات کے - یتیم خانہ انجمن اسلامیہ وغیرہ کو چندے کے ذریعہ سے مدد پہونچاتے - مہمان نوازی کا یہ عال تھا کہ کبھی آپنے دسترخوان پر تنہا کھانا نہین کھایا - ہمیشہ دو چار مہمان آپکے یہان موجود رہتے - جنکی

---

* یہ حکم گورنمنٹ گزٹ سرکاری مطبوعہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء مین شایع ہوا ہی - جسکا دیکہنا آپکو نصیب نہ ہوا کیونکہ ۱۷ اکتوبر کی صبح کو جبکہ یہ گزٹ شایع ہوکر پہونچا تھا - آپ اس دنیا کو خیرباد کہہ چلے تھے۔

آپ مین استغنا بڑہی ہوئی تھی کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص اپنے ساتھ بُرائی کرے تو اوسکے جواب مین اوسکے ساتھ نیکی کرنا چاہیئے۔ اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ آپ کا اپنے دوستون عزیزون کے ساتھ کیسا برتاؤ تھا۔ منشی **عبد العزیز** صاحب جو اب شاہجہانپور مین سپرنٹنڈنٹ چونگی ہین آپ کے مشہور دوستون مین کہے جاتے ہین۔ ڈپٹی صاحب نے اپنے زمانہ تحصیلداری مین انکو جبکہ بوجہ زیادتی عمر وہ نوکری سے ناامید ہوچکے تھے مسٹر **لوپر** کلکٹر شاہجہانپور سے خاص سفارش کرکے انہیں بعہدہ سپرنٹنڈنٹ چونگی نوکر کرایا تھا اور اسی طرح سے اور عزیز و دوستون کے ساتھ جب موقع پایا آپ نے سلوک کیا۔ تعصب کا آپ مین نام نہین تھا۔ ہندو مسلمانون کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ دلیری آپ مین اعلے درجہ کی تھی۔ بزدلی طبیعت کو چھو نہین گئی تھی۔ یہی وجہہ تھی کہ سرکار انگریزی کے واسطے جان نثاری کو طیار رہتے تھے۔

انکساری کی صفت بھی آپ مین قابل تعریف تھی۔ باوجود اس ثروت و حکومت کے غرور کا نام تک نہین تھا۔ ہمیشہ سادہ وضعی مین بسر کی۔ باوجود اسکے کہ انگریزی فرنیچر فرش فروش وغیرہ سے جسکا آپ کو بہت شوق تھا آپ کا مکان ہمیشہ سجا رہتا تھا۔ ہمنے اکثر دیکھا ہے کہ ایک معمولی مونڈہے پر بیٹھے ہوئے آپ سرکاری کام کر رہے ہین۔ اور دوسرے مونڈہے پر ماتحت اہلکار بیٹھا ہوا پیشی کر رہا ہے۔

مروت اس درجہ تھی کہ اپنے کسی ادنے خادم کو بھی خواہ اوس سے کتنا ہی ناراض ہون اپنی زبان سے معزول نہین کیا۔ اپنے پرائے چھوٹے بڑے سب سے شیرین کلامی سے پیش آتے تھے۔ تحکم کو اپنی گفتگو مین کبھی دخل نہ دیتے۔ مرزا داغ دہلوی کا یہ شعر اکثر پڑہا کرتے تھے۔ اور اسی پر عمل تھا۔

خاک کے پتلے بنے تو خاکساری چاہیئے
دشمنون سے دوستی غیرون سے یاری چاہیئے

گو آپ بامروت تھے لیکن صاف گو بھی اول درجہ کے تھے بقول کسیکے۔

آئینہ منھ پہ بُرا اور بھلا کہتا ہے
سچ ہی سچ صاف جو ہوتا ہے صفا کہتا ہے

چونکہ آپ ایک منطقی طالب علم تھے اسلیئے کسی بات کو سنکر ذرا ہی یقین نہین کر لیتے تھے۔ بلکہ تقریباً درجہ

اوسکو خوب متحقق کر لیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ "دعوے بے دلیل قبول خرد نہین۔"

طبیعت آپ کی نہایت عیش پسند تھی۔ میوزک سے بہت شوق تھا۔ گانا اکثر سنا کرتے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ انٹرسٹ آپ کو جس چیز سے تھا وہ اپنا منصبی کام تھا۔ کبھی اپنی ڈیوٹی سے کسی چیز کو ترجیح نہین دی۔ اوسے سب سے مقدم جانتے تھے۔ آپ کے کیرکٹر مین یہی ایک پکیولیرٹی تھی جس سے آپکو ہر کام مین فتحمندی حاصل ہوتی تھی۔

آپ کے مذہبی عقاید کی نسبت صرف اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ آپ ایک سچے مسلمان تھے سنی المذہب حنفی الملت تھے۔ بزرگان اور اولیائے کرام کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے تھے۔

خاتمہ

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

جو لکھنوی حکیم صاحب ڈپٹی صاحب بہادر کی ملازمت مین تھے وہ ماہ ستمبر ۱۸۹۶ء مین رخصت پر اپنے وطن تشریف لے گئے۔ انھون نے ڈپٹی صاحب بہادر کی تندرستی کو معمولی حالت مین چھوڑا تھا۔ ضعف البتہ کسیقدر بڑھ گیا تھا۔

آخر اگست مین حکیم صاحب نے آپکو مگدر وغیرہ کی ورزش شروع کرائی تھی۔ حکیم صاحب کے چلے جانے پر جب ضعف زیادہ محسوس ہونے لگا تو ڈپٹی صاحب نے ورزش چھوڑ دی تھی۔ شروع اکتوبر مین تشخیص انکم ٹیکس کی عذرداریان سننے کے واسطے پوایان جانا پڑا۔ یہان پہونچکر مرض نے نیا رنگ پکڑا جسکا زہریلا اثر آپ کے حق مین مہلک ثابت ہوا۔ ۲ر اکتوبر ۱۸۹۶ء کو پوایان مقام تھا۔ ڈاک بنگلہ مین ٹھہرے ہوئے تھے۔ شام کا کھانا کھاکر حسب معمول آرام کے واسطے پلنگ پر تشریف لے گئے۔ چار بجے صبح کے وقت ایک تنفس کی سی حالت شروع ہوئی۔ ہاسپٹل اسسٹنٹ فوراً بلائے گئے دوا دی گئی جس سے اسوقت کچھ تسکین ہوئی مگر چونکہ تنفس نے مرض مین ایک غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ اسوجہ سے آپ نے مناسب سمجھا کہ صاحب سول سرجن ضلع سے مشورہ لیا جائے اور دریافت کیا جائے کہ اس

تنفس کا کیا سبب ہے۔ ۳ر اکتوبر کو آپ پوایان سے شاہجہانپور واپس آگئے۔ آتے ہی اول صاحب ضلع سے اپنی واپسی کی اطلاع کی اور مرض کا حال بیان کر کر رخصت کی خواہش ظاہر کی۔ انھون نے کہا کہ سول سرجن صاحب سے ملکر کسی دوا کا استعمال کیجیے۔ اور کام کم کیجیے اگر کچہری آنے مین تکلیف ہو تو مکان پر کچہری کیجیے کچہہ ضرورت رخصت کی نہین معلوم ہوتی۔ بہت جلد آپ کی یہہ شکایت دور ہوجایگی۔ چنانچہ ڈپٹی صاحب بہادر نے رخصت کا ارادہ فسخ کیا اور مکان پر کام کرتے رہے۔ جو حالت تنفس کی ۲ر اکتوبر کی رات کو پوایان مین پیدا ہوئی تھی وہ مرتے دم تک باقی رہی۔

سول سرجن صاحب نے آپ کی حالت کو دیکھکر مرض کو مہلک نہین سمجھا بلکہ معمولی کمزوری مین قدرے زیادتی بتلائی اور اسی کو وجہہ تنفس فرمایا اسکے دفعیہ کی دوا دی لیکن کچہہ کمی نہین ہوئی۔ وقت انتقال تک برابر سول سرجن صاحب اور اونکے اسسٹنٹ حالت کو دیکھتے رہے لیکن کسی نے یہہ نہین سمجھا کہ یہہ مرض آپ کی جان کے ساتھہ جانے والا ہے۔ چونکہ ڈپٹی صاحب ہمیشہ سے یونانی علاج کے عادی تھے اسوجہہ سے اپنی دلجمعی کے واسطے اور ہر وقت کی حالتون کمی بیشی بتلانے کے لیئے آپ نے ایک یونانی طبیب کا بلانا جو ہر وقت پاس موجود رہے ضروری سمجھا۔ ایک رامپوری طبیب کو جنھون نے پہلے بریلی مین آپ کا علاج کیا تھا بلانیکے واسطے آپ کے صاحبزادہ محمد وحید الدین صاحب بتاریخ ۷ر اکتوبر ۱۹۰۲ء روانہ رامپور ہوئے اور فوراً دوسرے دن معہ طبیب صاحب واپس آگئے۔ اور اب علاج تو بدستور ڈاکٹر صاحب کا ہوتا رہا۔ لیکن طبیب صاحب نبض وغیرہ دیکھہ کر مریض کی طبیعت کا اطمینان کرتے رہے اس حالت کو ایک ہفتہ گذر گیا اور تنفس کی زیادتی کی وہی کیفیت رہی۔ تو مجبوراً ڈپٹی صاحب کی یہہ رائے ہوئی کہ اپنے عم بزرگوار حافظ حکیم مجاہد الدین ڈاکٹر صاحب کو بدایون سے بلائین چنانچہ ۱۰ر اکتوبر کی شام کو صاحبزادہ صاحب موصوف اس کام کے واسطے بدایون تشریف لے گئے۔ ۱۱ر اکتوبر کو حکیم صاحب کے آنے کا انتظار تھا۔ مگر اوسیدن شام کو آٹھہ بجے کی ٹرین مین تنہا صاحبزادے صاحب حکیم صاحب کا یہہ پیام لیکر واپس آئے کہ وہ کلکسی وقت کی گاڑی مین تشریف لاوینگے

۱۱ اکتوبر انوار کا دن ڈپٹی صاحب کے واسطے دنیا کا آخری دن تھا لیکن دیکھنے والے کو یہہ ہرگز تمیز نہیں ہوتا تھا کہ آپ کو آج رات کے بعد دوسری صبح نصیب نہوگی - اور تمیز ہوہی کیونکر سکتا تھا جب آپ کے ہوش وحواس موجود تھے جو حالت آٹھ دس روز سے تھی اوسمین کچہہ زیادتی معلوم نہوتی تھی - کچہری کا کام برابر مکان پر دن کے دن تک کرتے رہے - مفوض کسی معمول مین آپ کے مرتے وقت تک فرق نہ آیا آپ ہمیشہ کچہری سے واپس آکر شام کے چار بجے کوٹھی کے باغمین بیٹھا کرتے جو لوگ ملنے کو آتے اون سے باخلاق تمام وہان بیٹھکر بات چیت ہوا کرتی - چنانچہ ۱۱ اکتوبر کی شام کو اپنی عادت کے موافق وہان بیٹھے اسسٹنٹ سرجن صاحب منشی **عبد الوحید** صاحب ڈپٹی کلکٹر وغیرہ ملنے کو آئے - اون سے بہت بشاشی کے ساتھ گفتگو کی اور اپنے مزاج کی کیفیت بیان کی - ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھا - لیکن افسوس کہ اوسکے استعمال کی نوبت نہ آئی - آٹھ بجے شب کے قریب یہہ صحبت برخاست ہوئی اور آپنے گھر مین جاکر ہاتھ منہ دہویا - اور کھانا مانگا - کھانا کھایا تو کیا مگر پابندی وقت کے لحاظ سے اپنے کھانے کے معینہ وقت کو ٹالنا نہ چاہا - کھانا کھانے کے بعد باہر اپنے بستر پر آکر لیٹ گئے - اب رات کے دس بجے کا وقت تھا کہ مرض نے کچہہ زیادتی کی صورت پکڑی - گو موسم سرما کی آمد آمد تھی - گرمی کے کپڑے سرمائی لباس سے بدلے ہوئے نظر آتے تھے - مگر آپ کو اسوقت بے انتہا گرمی معلوم ہورہی تھی - پنکھے پر پنکھے چل رہے تھے - لیکن گرمی کی شکایت رفع نہ ہوتی تھی - کروٹین بدل رہے تھے کسی پہلو چین نہین آتا تھا - اسوقت دنیا کے متعلق جو گفتگو چھیڑی جاتی تھی - اوس سے عدم توجہی ظاہر کرتے بار بار کلمہ طیب اور درود پڑہتے - اور آس پاس والون سے بھی ایسا ہی کرنے کو کہتے دو بجے کے بعد کچہہ چین سا آگیا اور ایسا سمجھا گیا کہ اب آپ کی آنکھہ لگ گئی - اسکے دو گھنٹے کے بعد یکایک آپ کی زبان سے یہہ الفاظ نکلے کہ "یا اللہ یہہ کیا ہوتا ہے" اور پھر یا اللہ کہا اور اسی کہنے کے ساتھہ روح جسم سے نکل گئی - جو آخری لفظ آپکی زبان سے نکلا وہ اللہ کا نام تھا - زندگی مین بہی اللہ ہی کا نام آپ کا تکیہ کلام تھا - یہان تک کہ اگر پانی بھی مانگتے تو یہی کہتے کہ اللہ ٭ پانی لاؤ - افسوس افسوس آج ایک خوش نصیب اقبالمند ہستی حسرت زدہ غم نصیبون کو چھوڑکر دنیا سے رخصت ہوگیا -

---

٭ اس سے آپ کا یہہ مطلب ہوتا تہا کہ خدا کے بھروسے پر یہہ کام کرو -

انتقال صبح سکے چار بجے ہون گے۔ پیر کا دن ہی۔ جمادی الاول ۱۳۱۴ھ کی چوتھی تاریخ ہی جو ۱۲ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کے مطابق ہی۔ اس کوٹھی سے جو شاہجہانپور محلہ گوہر پورہ مین سبزی منڈی کے قریب واقع ہے اور جو ڈپٹی صاحب کی فرودگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ عجب جگر خراش رونے کی صدائین نکل نکلکر باہر کے آنے جانے والون کے دلکو تڑپا رہی ہین۔ جو سنتا ہی وہ رونے لگتا ہی۔ جتنے شخص اسوقت یہان موجود ہین وہ سب کے سب ایک دلی جوش کے ساتھ بے اختیاری سے چیخ چیخ کر رو رہے ہین۔ ایک کہہ رہا ہی ہائے میرا سردار کدھر گیا۔ ایک چلا رہا ہی آہ! میری کمر ٹوٹ گئی۔ ایک ہی کر روتے روتے بالکل چپ ہوگیا ہی۔ سکتہ کا سا عالم ہوا وسے کچھ کہتے نہین بن پڑتا۔ کوئی خدا کا بندہ جو دنیا کا سب گرم و سرد دیکھ چکا ہی۔ اوس مرحوم کے فرزند دلبند کو جسپر اسوقت قیامت ٹوٹ پڑی ہی اس طرح سے سمجھا رہا ہے کہ بھائی صبر کرو صبر! مان باپ کسیکے ہمیشہ زندہ نہین رہتے۔ ایک دن سب کو مرنا ہی۔ اب رونے دھونے سے کچھ فایدہ نہین۔ اون کے لیے دعاے خیر کرو۔

وہ غم نصیب خاموش۔ دونون ہاتھون سے سر کو تھامے ہوئے کھڑا ہی۔ آنکھون سے آنسو جاری ہین اوسکو کچھ جواب نہین دیتا۔ اپنے دل ہی دلمین کہہ رہا ہی کہ ہائے یہہ کیا ہوگیا۔ کوٹھی کے زنانے کمرے مین کچھ اس سے بھی زیادہ کہرام مچا ہی۔ جس کا اعادہ ناممکن ہی۔ قلم کو جنبش ہوتی ہے دل بھر آتا ہی۔ مستورات مین سے اسوقت آپ کی دونون بیویان۔ لڑکی۔ صاحبزادہ صاحب کے گھر مین اور آپکی ہمشیرہ صاحبہ وغیرہ سب یہان موجود تھین۔ ہم اُنمین سے کس کس کی جگر دوز آواز کو دوہرائین۔ بس کلیجہ منہ کو آتا ہی۔ اور اس دردناک بین کے لکھنے سے ہمارا پھر وہی حال ہوا جاتا ہی جو اسوقت تھا جبکہ یہہ واقعات ہماری نظر کے سامنے گذر رہے تھے۔ آہ! مرنا وہی نہین مرے بلکہ ہماری ہزارون تمنائین اور امیدین جو اون کے ساتھ وابستہ تھین مر گئین ہمارے رنج و غم اور حسرتون کا اندازہ کچھ وہی خوب کرسکتا ہی جسپر کوئی ایسا وقت گذر چکا ہے۔ غرض صبح سے دن گیارہ بجے تک یہی رونا دھونا مچا رہا۔ تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا۔ ۱۲ بجے دوپہر تک اوسی کوٹھی کے قریب ایک چہار دیواری مین جو گھنگرون والے تکیہ کے نام سے مشہور

ہے آپ کو دفن کر دیا۔
جنازہ کی نماز اچھی جماعت کے ساتھ پڑہی گئی۔ فوراً ہی اوسی دن اس جانکاہ واقعہ کی خبر دور دور تک پہنچگئی۔ جس نے سنا افسوس کیا۔
روہیلکھنڈ گزٹ بریلی۔ پیسہ اخبار لاہور۔ افضل الاخبار دہلی۔ سفیر بمبئی۔ نے اپنے قیمتی کالمون کو اس ہر دلعزیز اور نامور شخص کے انتقال کا ذکر کرکے ماتمی بنایا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ ماتم کسی خاص گھر یا کسی خاص شہر تک محدود نہ تھا۔ بلکہ تمام ملک اور قوم مین آپ کی وفات پر افسوس کیا گیا۔ لیکن افسوس سے کیا ہوتا ہے۔ سب کو ایکدن یہی راہ درپیش ہے۔ یہہ موت قدرت کا ایک ایسا واجب التعمیل اور نہ ٹلنے والا حکم ہے۔ جو نہ آج تک ٹلا ہوا اور نہ آیندہ ٹلنے والا ہے۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ انتقار علیہم ہین اور اُن مرحوم مین دائمی مفارقت ہوجاوے۔ اور موت کا فرشتہ اونکو ہم سے چھوڑا کر دوسرے جہان مین لیجاوے۔
اب مین اس رسالہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ خدا اونکی مغفرت کرے آمین۔ آمین۔ یہہ سچ ہے کہ کوئی شخص کسیکی نسبت یہہ نہین کہہ سکتا کہ فلان شخص کی نجات ہوگئی یا فلان شخص جہنمی ہے کیونکہ سوائے اون چند صحابہ کے نجات کے جسکی خوشخبری خود ہمارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ ہم کبھی کسیکو ناجی یا ناری کہنے کے مجاز نہین ہین۔ لیکن ان مرحوم کے مرتے وقت کے ظاہری آثار پر نظر ڈالکے ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ آپ کا خاتمہ بخیر ہوا۔

اللہ بس باقی ہوس فقط

خاتمۂ طبع

التماس

اکثر صاحبان نے اس کتاب کی نسبت اپنی قیمتی رائین بطور ریویو یا تقریظ کے میرے پاس بھیجین لیکن بوجہ عدم گنجایش مین اُن سبکی اشاعت نہین کرسکتا ہون صرف اسقدر کہنا چاہتا ہون جناب حافظ یوسف علیخان صاحب رئیس وسکریٹری مدرسہ مسلمانان تلہر کا ریویو درج کرتا ہون باقی حضرات معاف فرمائین۔ نیاز مند مہتمم